اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ
کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now

موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

Zubi Novels Zone

تیری پریت گلی ہرجائی پیا

جے نکہت

Epi 26 & 30

"باس! ذرادو منٹ کاوقت لیکر بتائیں گے آپ نے آخر مجھے سمجھا کیا ہوا ہے؟"

باس کی عاجزی وانکساری میں لپٹے پُر مسرت مطالبے پر وہ سر کے بال سے لیکر پیر کے ناخون تک سلگ اٹھی تھی۔

"زرناب! کم آن تم ہماری ذہین و قابل انجنئیر ہو، تم تو ایسے نہیں کہو۔۔"

باس اس کے تیوروں سے خائف ہوئے تھے۔

"میں اکلوتی ذہین و قابل ہوں؟ باقی سب یہاں وقت گزاری کیلئے آرہے ہیں؟ درجن بھرا نجئینیر ہیں آپ کی کمپنی میں اور سب کے انڈر ایک سے بڑھ کر ایک پروجیکٹ ہیں، پھر آپ مجھے ہی کیوں بلی کا بکرا بنانے پر تلے ہیں۔۔؟"

وہ سخت کبیدہ ہو رہی تھی،اور جب وہ غصہ میں ہوتی تھی سب سے پہلے لحاظ و مروت کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹتا تھا۔

"بے شک ہیں، لیکن تمہاری بات الگ ہے۔۔"

"اہ! تو آپ مجھے بارگنگ چپ کی طرح استعمال کرنا چاہتے ہیں؟"

اس کے لہجے میں واضح ناگواری تھی۔

"ایسا تو نہیں کہو۔۔"

باس نے فوراً گڑ بڑا کر ٹوکا تھا۔۔

"تم ہمیشہ سے جانتی ہو انٹرن شپ کے دورسے میں تمہاری ہنر و محنت کو سراہا ہوں،اس پروجیکٹ میں خاص طور سے تمھیں انوالو کرنے کی واضح وجہ ہے کہ جبران صاحب لو پروفائل رکھنے کے قائل ہیں،ان کے منیجر صاحب نے بالخصوص یہ بات سامنے رکھی ہے اور تم ان کی وائف ہو تو پھر۔۔۔"

"لیکن آپ جانتے ہیں میں ذاتیات کو پروفیشن سے دور رکھنے کی قائل ہوں، اگر ایسا نہیں ہوتا تو میں پہلے ہی اپنا رشتہ رویل نہ کر دیتی۔۔۔"

غصہ ٹھنڈا تو نہیں ہوا تھا لیکن باس کا لجاجت بھرا انداز دیکھ اس نے لہجہ نرم کر لیا تھا۔

"میں سمجھتا ہوں، لیکن جبران صاحب کے منیجر بتا رہے تھے کہ آج تک انھوں نے ہمارے جیسے کسی فیلڈ کا کمرشل نہیں کیا ہے،اس مرتبہ شائد تمہارے طفیل قبول کر لیا ہے تو وہ کام میں کوئی جھول نہیں چاہتے،اور پھر ان کا کوئی اور پروجیکٹ بھی ہے جو ہمارے فیلڈ سے ریلیٹڈ ہے تو وہ اس موقع کا فائدہ اٹھا کر ہماری فیلڈ کو سمجھنا چاہتے ہیں، تمہیں بس انھیں ساتھ رکھنا ہے وہ ورک پلیس اٹیٹیوڈ سیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔"

باس اور بھی لمبی چوڑی وجوہات کی لسٹ گنوا رہے تھے۔ لیکن سپاٹ تاثرات سنگ سینے پر بازو باندھے کھڑی زرناب اس میسنے آدمی کی کمینی چالیں خوب سمجھتی تھی ایسے ہی تو وہ اسے میسنا آدمی نہیں کہتی تھی۔

" ویسے بھی وہ مصروف آدمی ہیں،ایک دو گھنٹے کے لیے آ بھی جائیں دو دن تو بڑی بات ہے۔۔۔"

انھوں نے لمبی سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے پچکارا تھا۔

"ہاں اور وہ دو تین گھنٹے میں میں انھیں چار سال کی انجئیر نگ کی پڑھائی پلس چار سال کا ورک پلیس ایکسپئیر یس نچوڑ کر پلا دوں گی۔۔"

اس نے پیچ وتاب کھاتے باس کو دیکھا جنھوں نے بلا توقف سر ہلا یا تھا۔ معاً دھر سے گلاس ڈور ڈھکیلا گیا تھا۔

"انس کی مام انس کے پاپا آپ کا بے قراری سے انتظار کر رہے ہیں، ذرا آپ درشن تو دے آئیں۔۔۔ بب۔۔ باس "!!

ترنگ میں کہتی ہوئی داخل ہوئی سدرہ باس کو دیکھ کر یکدم سے لب دباتی وہیں سیدھی کھڑی ہوگئی تھی۔

"سدرہ! آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟ آپ کو تو میں نے۔۔۔"

"باس! وہ جبران سر نے ہی کہا کہ میں 'انس کی مام' کو بلا دوں تو میں بلانے آگئی۔۔۔"

سدرہ باز آنے والی شے تھوڑی تھی۔ اس کے شریر انداز پر باس نے بھی چہرہ جھکا کر مسکراہٹ چھپائی تھی۔

جس پر اس نے خشمگیں نگاہ دونوں پر ڈالی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا انھوں نے ایسا ہی کہا تھا۔۔۔"

سدرہ نے فوراً دفاع میں ہاتھ کھڑے کئے تھے۔

"اور آفس رومانس کے تو میں پہلے بھی خلاف نہیں تھا۔۔"

باس نے بھی دیکھا دیکھی شرارتاً ہاتھ کھڑے کیے تھے۔

باس ایسے ہی باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے، اپنے ایمپلائے کے ساتھ ہمیشہ سے ہی ان کا رویہ دوستانہ رہا تھا جو آج زرناب کو زہر سے زیادہ برا لگا تھا۔

"یہ شخص ایک قتل لازمی کروائے گا مجھ سے"

دانت کچکچاتی وہ دونوں کے محظوظ کن تاثرات پر قہر آلود نگاہ ڈالتی اس میسنے آدمی کی خبر لینے نکلی تھی۔

جس کی ہمت دن بدن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

novel by j nikhat

"اب کیا نیا ڈرامہ ڈال دیا ہے تم نے؟"

وہ کھولتے دماغ کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی کمال تحمل سے پوچھ رہی تھی۔

"نیاڈرامہ کہاں بھابی۔؟ باس! نے تو آپ کی کمپنی کے کام کو پہلی ترجیح دینے کے لیے سارے شوٹس پوسٹ پونڈ کردیے ہیں۔۔"

احمد نے فوراً اپنے باس کا نمبر بڑھانا چاہا تھا۔

"تم تو چپ ہی رہو باس کے چمچے! میں تم دونوں کی چالیں خوب سمجھتی ہوں۔۔"

اس کے خونخوار انداز میں چپ کرانے پر احمد نے فوراً منہ پر انگلی رکھی تھی۔

جبکہ جبران نہایت ہی پر سکون انداز میں اس کے سلگتے خدوخال کی شادابی کو نگاہوں سے سراہا رہا تھا۔

"اور تم۔۔یہ 'انس کی ماں' کیا نیا نکالا ہے۔۔؟"

وہ ایک قدم لیکر غراتی ہوئی اس کے قریب آئی تھی۔

"تم نے ہی تو کہا تھا نام مت لو اور مسز کہنے پر بھی تمہیں اعتراض تھا، زوجہ، نصف بہتر، وائفی کہوں گا تو عین ممکن ہے جان لے لو، تو یہی ایک راستہ بچا تھا میرے پاس 'انس کی ماں'۔"

کیسا معصومانہ طریقہ تھادفاع کاکون معصوم نہ پگھل کرپانی ہوجائے،ایسے ہی تو لڑکیاں اس میسنے آدمی کی اداؤں کی دیوانی نہیں تھی،چاندپر کمندڈالنے جیسا باکمال انداز رکھتا تھاوہ اپنے طرز تکلم میں۔۔

"تم۔۔۔۔"

وہ مٹھیاں بھینچ کر کچھ سخت کہنے لگی تھی کہ۔

"ایک سیکنڈ ہولڈ کرو پلیز"!

جبران نے انگلی اٹھا کر عاجزانہ لہجے میں مہلت چاہی اور پھر سرعت سے گردن کو پشت پر دونوں ہاتھ باندھے بڑے ہی ذوق و شوق سے اپنے چیف کی درگت ملاحظہ کررہے احمد کی جانب مڑا۔۔

"تمہاری شادی ہوگئی؟"

"نن۔۔نہیں"!!

احمد نے ناسمجھی سے نفی میں سر ہلایا۔۔

"کرنی ہے۔۔؟"

"ہاں"!

اب کے سر بیل کی طرح اثبات میں ہلا تھا۔

"تو پھر ڈومیسٹک وائلینس کیوں دیکھ رہے ہو۔۔۔؟"

"مم۔۔میں۔۔میں باہر جاتا ہوں۔۔۔"!

احمد سٹپٹا کر سرپٹ باہر کی جانب بھاگا تھا۔

"ہاں جی، اب کنٹنیو کیجیے، میں ہمہ تن گوش ہوں۔۔۔"

وہ اطمینان سے اس ضبط کی سرحدوں پر کھڑی لڑکی کی جانب مڑا۔

"ویسے اسے ڈومیسٹک وائلینس کہا جا سکتا ہے نا؟"

اس نے حد درجہ معصومیت سے آنکھوں کو وا کر کے تصدیق چاہی تھی۔

"نہیں! ورک پلیس انجری کہا جا سکتا ہے، کمپنسیشن چاہیے سپر اسٹار صاحب کو۔۔۔؟"

اس کا بس نہیں چلا تھا اس میسنے آدمی کو آنکھوں سے ہی بھسم کر دے۔

"لیکن اس کے لیے انجری کا سیریس ہونا ضروری ہے، کم از کم بھی پندرہ دن تک ہسپتال میں ہالیڈیز ہونے جیسی، ہیلپ کرو میں اس سلسلے میں۔۔۔؟"

اس نے پانی سے بھرا کانچ کا جگ ٹیبل سے اٹھایا تھا۔

"نہیں! ڈومیسٹک وائلینس ہی صحیح ہے، کیوں کہ اس میں مردوں کی سنوائی نہیں ہوتی ہے۔۔"

نرمی سے اس کے ہاتھ سے جگ لے کر واپس ٹیبل پر رکھتے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے پہلے آپشن پر تالا لگایا تھا۔

"تم۔۔ تم جبران عباسی، تمھیں ہو کیا گیا ہے، تم اتنے جولی تو نہیں تھے اور نہ شکل سے لگتے ہو۔۔۔"

وہ جھلا کر اس کے سائیڈ پر صوفے پر بیٹھ گئی تھی، اس شخص پر تو کسی چیز کا اثر ہی نہیں ہو رہا تھا بالکل چکنا گھڑا بن گیا تھا یہ تو۔

"میں اتنا برا ابھی نہیں ہوں، جتنا تم نے میرے متعلق سوچ رکھا ہے۔۔۔"

یکدم سے گمبھیر انداز میں کہتے وہ پورے وجود سے اس پر جھک آیا تو زرناب بے ساختہ پیچھے صوفے کے پشت سے لگی تھی، جبران نے پیچھے صوفے کے بیک پر پنجہ جما کر حصار تنگ کرتے فرار کی راہوں کو مسدود کیا تھا۔

"تم۔۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ کک۔۔ کیا کر رہے ہو پیچھے ہٹو۔۔۔"

وہ اس کی اتنی جرات پر بری طرح سٹپٹائی تھی۔

"گھر واپس آجاؤ پلیز! تمہارے اور انس کے بغیر بالکل دل نہیں لگ رہا ہے، نہ گھر جانے کا من کر رہا ہے، نہ کام پر دھیان دے پا رہا ہوں، اب تو ایک ہفتہ ہو گیا ہے، انس بہتر ہو گئے ہوں گے، نہیں بھی ہوئے ہوں تو میں دو دن اپنا سکیجیول ایڈجسٹ کر کے انھیں دیکھ لوں گا۔۔۔"

اس کے اُوپر جھکا خدوخال میں ملائمت و لگاوٹ سموئے آنکھوں و لہجے میں منت و عاجزی سمیٹے وہ بڑے ہی آس سے کہہ رہا تھا۔

"میں۔۔۔"

زرناب بحر حیرت میں غوطہ زن کچھ کہنے کے لیے لب وا کرنے لگی تھی کہ وہ اسی عاجزانہ انداز میں ٹوک گیا تھا۔

"پلیز! ابھی ہماری بات کرنا، حال اور ماضی کا احتساب کرنا ہے تو گھر آ کر کر لینا۔۔۔"

اس کا ملتجانہ انداز پسپائی سمیٹے ہوئے تھا۔

جس پر وہ بنت حوا اس اونچے پورے قد کے مالک ابن آدم کو سر تا پا نئے روپ میں ڈھلا دیکھ سن پڑ گئی تھی۔

کوئی اتنا کیسے بدل سکتا ہے آخر؟

لہجے وانداز سے، چہرے وتاثرات سے، نظر و نظریات سے، سراپا جذبات و عادات سے، الغرض اس کی شخصیت ہی نئے روپ میں ڈھل گئی تھی۔

کیا یہ اداکاری تھی؟

اگر اداکاری تھی تو اس درجہ نفاست و سچائی سے کردار میں ڈھلنے کے لیے وہ شخص انعام کا حقدار تھا۔

اور اگر یہ اداکاری نہیں تھی تو۔۔۔؟

زرناب کی سانس بری طرح سے سینے میں پھنسی تھی، اسے یکایک اپنے سینے پر وزن بڑھتا ہوا محسوس ہوا تھا، اس نے ہلنے کی کوشش کرنی چاہی، اسے ہٹانے کے لیے ہاتھوں پیروں کو حرکت دینا چاہا، سب بے سود گیا تھا۔ وہ گہرے پانی کی سطح میں دھنستے جارہے وجود کی طرح سانس لینے کے لیے پوری قوت سے جنگ کررہی تھی لیکن بے سود، وہ انگلی تک کو حرکت دینے سے قاصر تھی۔

اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ ہنوز اس پر جھکا ہوا تھا۔

"زرناب! تم۔۔ تم ٹھیک ہو۔۔۔"

اس کا چہرہ بری طرح لال پڑتا دیکھ جبران پریشان ہو کر سیدھا ہوتا اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کا چہرہ سہلانے لگا تھا۔

اس سے بھی نہیں ہوا تو اس نے ٹیبل سے اپنا پیا آدھا گلاس پانی اٹھا کر اس کے لبوں سے لگایا۔ایک گھونٹ اندر گیا تو نجانے کیسے سانسوں کا سلسلہ بحال ہوا تھا وہ نڈھال سی اسی کے بازو سے سر ٹکاتی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی تھی۔

"تم ٹھیک ہوں نا۔۔۔؟"

تشویش سے اس کا گال سہلاتے اس نے فکر مندی سے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔جس پر یکدم ہی ہوش میں آتی زرناب اس سے دور بالکل صوفے کے دوسرے کنارے پر یوں کھسکی تھی جیسے کسی آسیب سے پیچھا چھڑایا ہو۔

"زری"!

جبران نے بے چین ہو کر اپنا خالی بازو دیکھا جس پر چند ساعت پہلے تک اس کا مہکتا وجود محوِ استراحت تھا۔

"مت آیا کرو میرے قریب جبران عباسی! جس طرح ایک ہی چیز دو الگ شخص کے لیے زہر و شفاء ہو سکتی ہے، اسی طرح تمہاری قربت اُس بنتِ حوا کے لیے شفاء تھی پر اس بنتِ آدم کے لیے زہر ہے۔۔"

یہ کہتے ہوئے وہ چیخی چلاّئی نہیں تھی، نہ ہی نفرت بیزاریت یا شدت پسندی کا اظہار کیا تھا اس نے بڑے ہی سادہ سے انداز میں اس کی قربت کو اس کی عنایات کو خود پر حرام قرار دیا تھا۔

غراتی ہوئی اپنے قہر و بے دردی کا اعلان کرتی ہوئی آئی گولی سے زیادہ خاموشی سے سنسناتی ہوئی گولی آکر زیادہ گہرائی میں پیوست ہوتی ہے، جس طرح جبران کے دل میں اس کے لفظ کہیں اندر بہت اندر تک اترتے لہولہان کر گئے تھے۔

رسماً جو پوچھتے ہیں کدھر ہوں کدھر نہیں..

اُن کو جواب ہے کہ جدھر ہوں، اُدھر نہیں.

novel by j nikhat

کوئی تُم سا بھی کاش تُم کو ملے

مُدّعاہم کو_______اِنتقام سے ہے

اس کا خیال تھا جس واضح انداز میں اس نے اسے اپنے مابین لکیر کھینچ کر حدود بتائی ہے وہ دوبارہ اسے شکل نہیں دکھائے گا کم از کم سائٹ پر تو نہیں آئے گا، اور کچھ نہیں تو اپنی مردانہ انا کی سرخروئی کے لیے ہی سہی۔

لیکن ایسا نہیں ہوا تھا دوسرے دن سائٹ پر وہ اس سے بھی پہلے بلکہ عام ورکرز سے بھی پہلے حاضر تھا۔

پھر زرناب کا خیال تھا ایک دن میں کنسٹرکشن سائٹ کی دھول مٹی گرمی و مشقت دیکھ کر چوبیس گھنٹے اے سی میں نوابوں کی طرح زندگی گزارنے والے سپر اسٹار کی بس ہو جائے گی۔

لیکن یہ بھی اس کی خام خیالی ثابت ہوا تھا، وہ پورا ہفتہ پابندی کے ساتھ آیا تھا اور ساتھ ہی سب کے لیے کچھ نا کچھ لیکر بھی آتا تھا، یوں جبران عباسی کے گن گان گانے والوں کی تعداد یہاں بھی سو فیصد کی شرح تک پہنچ گئی تھی۔

باقی سب کو تو وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی لیکن خود پر اس نے لاتعلقی کا خول چڑھا لیا تھا، وہ ہے نہیں ہے اس نے محسوس کرنا ہی چھوڑ دیا تھا نہ اس کی لائی کسی چیز پر وہ نظر ڈالتی تھی کھانا تو بہت دور کی بات ہے۔

کام کے دوران وہ ساتھ ساتھ چلتا تھا وہ مکمل اپنے کام کی جانب متوجہ رہتی تھی، وہ کچھ پوچھتا بھی تو جواب نہیں دیتی تھی۔

ایک ایک موقع پر تو اس کا دل کرتا تھا اس شخص کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے پوچھے کہ تمہاری مردانہ انا کہاں جا سوئی ہے کم از کم اس کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو۔

"تم واقعی ایک قابل انجینئیر ہو۔۔۔"

ایک ورکر کا ہاتھ سریا کٹنگ کے دوران زخمی ہو گیا تو بنا گھبرائے ذمہ داری سے اسے ہسپتال بھیج کر اسے خود چھت ڈالنے کے لیے بچھائے گئے سریہ کے جال پر بیٹھ کر باقی ورکرز کی طرح لوہے کی تار سے انھیں باندھتا دیکھ وہ ستائیشی انداز میں کہے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔

"نہیں میں یہاں دہاڑی لگانے آتی ہوں۔۔۔"

ماہرانہ انداز میں تار گھماتی ہوئی وہ تپ کر بولی تھی۔

دھوپ کی تمازت نے اس کی حالت خراب کرر کھی تھی کام آج کے آج ہونا تھا اس لیے وہ خود لگی ہوئی تھی، تضاد ایک بندہ کم پڑ گیا تھا اور موصوف کو اس کی تعریف کرنی تھی۔

"احمد گاڑی سے چھتری لے آو۔۔"

وہ احمد کی طرف مڑا تھا۔

"تم خود گاڑی میں چلے جاؤ کیوں سر پر سوار ہو، سب دیکھ رہے ہیں، تمہارا کیا ہے دو دن بعد چلے جاؤ گے، مجھے ان لوگوں کے ساتھ ہمیشہ کام کرنا ہے، کم از کم میری پوزیشن آکورڈ مت کرو۔۔"

وہ دبی آواز میں تنگ آکر بولی تھی۔ کیوں کہ ان دونوں کو باتیں کرتا دیکھ پیچھے سبھی یوں گردن جھکا کر ہنس رہے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو۔

اتنے میں اس کا چراغ سے نکلا جن چھتری لیکر آگیا تھا جبر ان نے کھول کر اس کے اُوپر پھیلائی تو سب کی دبی دبی ہنسی اُبھری جس پر وہ جھلا کر کھڑی ہوئی تھی۔

"عاشقی ٹو فلم چل رہی یہاں پر! کام کریں آپ لوگ اپنا۔۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے کرخت نظر سب پر ڈالی تو سارے فوراً جھک کر اپنا اپنا کام کرنے لگے جبکہ وہ جبران کا بازو تھام کر سائیڈ پر ہوئی تھی۔

"کیا مسئلہ ہے۔؟ کیوں خواہ مخواہ کا سین کریئیٹ کر رہے ہو؟"

قدرے خاموش جگہ پر لا کر وہ بگڑی تھی۔

"سین کون کریئیٹ کر رہا ہے اتنی دھوپ ہے، اور تم مزدوروں والے کام کر رہی ہو، جبکہ تم انجینئیر ہو، چلو میں تمہارے باس سے بات کرتا ہوں۔۔"

وہ بھی بگڑا تھا اس کے دھوپ کی تمازت سے سرخ قندھار ہو رہے چہرے پر پانی کی طرح پسینہ بہتا دیکھ۔

"تمہارا دماغ وماغ خراب ہے کیا؟ یہ میرا پروجیکٹ ہے، میری سائٹ پر ورکر انجرڈ ہوا ہے، میں اس کے لیے ہی نہیں اس کے کام کے لیے بھی جواب دہ ہوں، اس کے علاوہ مجھے ٹائم پر پروجیکٹ بھی کمپلیٹ کرنا ہے، تم پھولوں کے راجکمار ہو تم اپنے مزاج کے حساب سے ٹھنڈا و سازگار ماحول ڈھونڈو جا کر یہاں خوار ہونے کے بجائے اور خبر دار جو باس کے سامنے کوئی کیئر نگ ہسبنڈ والی اداکاری کی تو۔۔۔"

اپنے بازو سے اس کے ہاتھ کی گرفت ہٹاتی وہ انگلی اٹھا کر تنبیہی انداز میں بولی تھی۔

"مجھے تمہاری واقعی فکر ہے، تمہیں میری ہر بات اداکاری کیوں لگتی ہے، ایک اداکار ہونے کے علاوہ میں انسان بھی ہوں، مجھ میں جذبات واحساسات بھی ہیں، وہ تم محسوس کیوں نہیں کر پارہی ہو، تم مجھے بے حس، سنگ دل کہتی ہو خود تم بھی تو۔۔۔۔"

اسے بازو سے جکڑ کر پیچھے دیوار سے لگاتا وہ ماہی بن آب کی طرح تڑپ اٹھا تھا اپنے سچے کھرے جذبات کو اداکاری کا نام دینے پر۔

مانگ اُجڑی ھے سب اُمیدوں کی

اِک تمناء سَدا سہاگن ھے !

وہ اس لڑکی کی حصول میں پتھر سے پگھل کر موم ہو گیا تھا، اپنا آپ بھلا کر اس کے پیچھے ملنگ پاگل بنا گھوم رہا تھا، لیکن وہ تھی کہ احساس تو درکنار اس کی

کوششوں کو دیکھنے سے بھی قاصر ہر مخلص اقدام کو اداکاری سے ماخوز کر اس کے جذبات کی توہین کر رہی تھی۔۔

"میں تمہارے فلموں کی ہیروئن نہیں ہوں، ہر بات پر پکڑ کر پیچھے دیوار سے نہیں لگایا کرو۔۔۔"

اس کے آنکھوں میں ٹھہرے مضطرب بے بسی کے موسم کو قطعی بے اعتنا گردانتی وہ اس کا حصار توڑنے لگی تھی۔

"زری"!!

وہ سچ میں ہارنے لگا تھا، بھلا کس طرح اس لڑکی کا دل مائل کرتا وہ، آخر ایسی کونسی دم ورد تعویز کرتا جو وہ ایمان لے آتی اس کے جذبوں کی صداقت پر۔

"اہم! اہم! میں نے کچھ نہیں دیکھا۔۔۔"

نجانے کہاں سے وہاں آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر انگلیوں کے درمیان سے انھیں ہی شریر نگاہوں سے دیکھ رہی سدرہ نازل ہوئی تھی۔

دونوں فوراً ایک دوسرے سے الگ ہوئے تھے۔زرناب نے آنکھیں سکیڑ کر اسے گھورا تھا۔

"مجھ سے پہلے یہ موصوف یہاں کھڑے تھے۔۔"

سدرہ نے فوراً ہاتھ پشت پر باندھے کھڑے احمد کی جانب اشارہ کیا تھا۔

"مم۔۔میں۔۔میں چیف۔۔میں تو کچھ نہیں دیکھ رہا تھا۔۔"

احمد بری طرح گڑبڑایا تھا۔

"یہاں آپ دونوں کے ذوق وشوق کے مطابق کچھ ایسا چل بھی نہیں رہا تھا جو آپ اشتیاق سے دیکھتے، سیدھی سی چیز کو ڈبل مینگ بنانا تو کوئی ان سے سیکھے۔۔"

زرناب نے دونوں کو ایک لاٹھی سے نبٹایا تھا۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔۔۔"

دونوں کی زبان ایک ساتھ پھسلی تھی۔

"وہ۔۔وہ چیف میں تو بتانے آیا تھا، منیجر سر کی کال آئی تھی کوئی پروڈیوسر آفس میں آکر بیٹھے ہیں تو منیجر صاحب نے کہا ہے کہ آپ کو لیکر آفس پہنچو۔۔۔"

احمد نے فوراً اپنے آنے کی وجہ بتائی تھی۔

زرناب انھیں آپس میں لگا دیکھ نکلنے لگی تھی کہ جبران نے سرعت سے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"واپس سے اسی دھوپ میں جارہی ہو تم۔۔"

"بات سنیں، سپر اسٹار صاحب"!

مرغی کی وہی ایک ٹانگ پر وہ پوری کی پوری اس کی جانب گھومی تھی۔

"میں انجئنیر ایسے ہی شوقیہ نہیں بنی ہوں مزاجاً بھی خاصی سخت جان ہوں، یہ ذرا سی دھوپ میرا کچھ نہیں بگاڑتی یہ میرے معلومات کا حصہ ہے، میں اینٹ روڑے بھی اٹھانے کی اپنے اندر سکت رکھتی ہوں، آپ کی طرح ہمارے پروفیشن میں گھومنے کے لیے اے سی والی وینیٹی، گلاس اٹھا کر ہاتھ میں دینے کے لیے اسسٹینٹ نہیں ہوتا ہے تو آپ زیادہ حساس مت ہوں۔۔اور باقی لوگ جو باہر کام کر رہے ہیں وہ سب انسان ہیں، روبوٹ نہیں، کچھ ہو گا تو سب کو ہو گا، نہیں تو کسی کو بھی نہیں، یہ چھتری والے چونچلے دوبارہ مت کرنا۔۔۔اوکے! بائے۔۔"

تسلی بخش جواب دیکر ہاتھ جھلاتی ہوئی وہ نکل گئی تھی پیچھے سدرہ نے بھی اس کی تقلید کی تھی۔

novel by j nikhat

جاری ہے۔۔

)یہ تحریر لازماً پڑھ کر جائیں(

السلام علیکم احباب!

کیسے ہیں آپ سب۔۔؟

آج کل جو ایک بہت کامن چیز مجھے پڑھنے کو مل رہی ہے کمنٹز سیکشن میں وہ یہ ہے کہ

"زرناب اب اوور کر رہی ہے۔"

اسے جبران کو معاف کر دینا چاہیئے"

"جبران شرمندہ ہے۔۔۔"

"اس کا پاسٹ اس کے صدف کے ساتھ روا رکھے رویہ کا ذمہ دار تھا۔۔"

وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔

آپ یہ سب کہنے کیلئے حق بجانب ہیں جناب، کیوں کہ آپ نے جبران کے ماضی کو اچھے سے سمجھ اور پرکھ کر پڑھ لیا۔

لیکن آپ زرناب کے کردار کو پڑھنا بھول گئے۔۔۔

جبکہ پہلی قسط سے میں نے زرناب کے کردار کو بہت اچھے اور بہت باریکی سے واضح کیا ہے، کوئی کنفیوژن نہ رہ جائے اس لیے کئی مرتبہ تکرار بھی ہوئی ہے ایک ہی جملے کی، لیکن پھر بھی کچھ لوگ اس کردار کو سمجھ نہیں پارہے ہیں۔۔

اول:

توآپ یہ سمجھو کہ یہ کوئی nibba nibbi کی love story نہیں چل رہی ہے جہاں ایک سیکنڈ میں I hate you ہوگا اور دوسرے سیکنڈ i love you, یہ ایک سنجیدہ موضوع ہے عام عشق و محبت کی روایتی کہانی سے جدا۔۔

دوم:

زرناب نے کوئی عشق میں گوڈے گوڈے ڈوب کر شادی کا فیصلہ نہیں لیا تھا، بلکہ شدید نفرت کی صورت انتقاماً اس نے یہ فیصلہ لیا تھا، وہ بھی ان لوگوں کی انس کے تئیں بے حسی ولاپرواہی کا شدید رویہ دیکھنے کے بعد۔۔

اور اسے جبران سے نفرت صدف کی موت کے بعد نہیں بلکہ صدف کی زندگی میں بھی تھی،

اور پھر وہ چشم دید گواہ ہے صدف کی جبران سے دیوانہ وار محبت کی،

پھر آپ کس طرح اس کردار سے امید رکھتے ہیں کہ وہ سب بھلا کر فوراً اس شخص کے باہوں کا ہار بن جائے۔

سوری! لیکن اتنا عجیب سا کچھ نہیں لکھ سکتی میں۔

کیونکہ انسانی جذبات میں سب سے طاقتور جذبہ 'نفرت' ہوتا ہے، جسے ختم کرنے کی کوشش میں اکثر انسان ختم ہو جاتا ہے۔

اور سب سے مشکل جو اس دنیا میں تبدیل کرنا ہے اسے 'نظریہ' کہتے ہیں۔۔

اور میں اتنی جلدی یہ کر کے کہانی اور کردار کا بیڑہ غرق نہیں کر سکتی۔۔

سوم:

اور جس طرح ابتدا سے زرناب کا کردار پوٹرے ہوا اس سے واضح ہے کہ زرناب کے لیے صدف صرف خالہ نہیں تھی۔ بلکہ بیک وقت ان گنت کردار تھی۔

کیونکہ ہم سوسائٹی کا حصہ جہاں لفظ 'سوتیلا' کا تصور بھی قابل نفرت ہے۔

وہاں زرناب کو 'سوتیلے' رشتے نے سگے سے زیادہ محبت دی، آسیہ بیگم نے ماں بن کر پالا تو صدف کبھی بڑی بہن کبھی دوست تو کبھی کچھ بن کر اس کی زندگی کی ہر تشنگی و خلاء کو پُر کرتی رہی۔

پھر کیسے وہ صدف کو لیکر شدت پسند نہ ہو۔

انسانی فطرت ہے، انسان فطرت سے آپ تجاوز نہیں کر سکتے۔

اور آپ نے نوٹس کیا ہوگا، وہ جبران کو پڑے نہیں دھکیلتی ہے بلکہ نفسیاتی طور پر اس کا وجود جبران کے وجود کو قبول نہیں کر پاتا اور اس کی حالت خراب ہو جاتی ہے۔۔

چوتھی:

سیلاب، آندھی، زلزلہ۔۔

آکر چند گھنٹوں، منٹوں میں گزر جاتے ہیں، ماحول پر سکون ہو جاتا ہے، درجہ حرارت معمول پر لوٹ آتا ہے۔

سب پہلے جیسا ہو جاتا ہے۔

Zubi Novels Zone

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے، وہ توڑ پھوڑ، وہ نقصان، وہ تباہ کاریاں بھی اسی کے ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔

بلکہ برسوں لگ جاتے ہیں انسان کو برسوں سے سنجو کر بنائے گھر کو واپس گھر بنانے میں، اس چند منٹی تباہ کاری سے ابھرنے کے لیے۔

جذبات بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

انسانی ذہن سوفٹ ویئر کی طرح کام نہیں کرتا کہ فائل ڈیلیٹ کر دو، سسٹم اپ ڈیٹ کر دو تو سب ٹھیک ہو جائے۔۔وقت لگتا ہے،

زخم بھرنے میں،

اعتبار کرنے میں،

دل کے راضی ہونے میں،

کسی کو معافی دینے میں۔۔

اور آخری بات:

بہن اور بہنوں جیسی عزیز دوستوں کے دکھ ناقابل برداشت ہوتے ہیں، انسان ایک وقت کے لیے اپنے دکھ سے بہل جاتا ہے لیکن عزیز ہستیوں کا دکھ خون کے آنسو رلاتا ہے۔

شائد آپ کو یہ باتیں بھاری بھر کم یا وقت کا زیاں لگے کیوں کہ آپ ایک عام ریڈر کی طرح کہانی پڑھ رہے ہیں عام سے توقعات کے ساتھ کہ غصہ ہو، نفرت ہو، پھر محبت میں بدلے جذبات اور رومانس کے ساتھ کہانی کا ختم شدہ ہو جائے۔ لیکن میں کردار کی نفسیات کے ساتھ کہانی کی ڈیمانڈ کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کر سکتی۔ کل آپ کو یہ کہانی یاد نہ بھی رہی تو میرے نام کے ساتھ یہ کہانی ہمیشہ جڑی رہے گی۔۔

Last but not least..

دنیا میں کچھ بھی سیاہ و سفید نہیں ہوتا، مختلف رنگ ہوتے ہیں مختلف شیڈ ہوتے ہیں، ان رنگوں کو بھی ایک دوسرے کا رنگ اپنانے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے، ایسا نہیں ہوتا کہ سیاہ زیادہ ہوا تو سفید معدوم اور سفید نے سیاہ کو مات دے دی۔۔

انسانی جذبات بھی اسی فلسفلہ کا حصہ۔

اتنا مجھے پڑھ چکے بتانے کی ضرورت تو نہیں پڑنی چاہیے تھی مجھے پر خیر ہے۔۔۔۔۔

قصہ مختصر! غلط جبران نہیں تو غلط زرناب بھی نہیں ہے۔۔

اگر آپ کی سمجھ نہ آئے پھر بھی تو آپ کہانی پڑھنا چھوڑ سکتے ہیں، کوئی زبردستی تھوڑی ہے۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

"عباسی بھائی صاحب بتا رہے تھے صنوبر کے سسرال والے شادی کی تاریخ کے متعلق بات کرنے آرہے ہیں۔۔۔"

وہ آسیہ بیگم کے ہاتھوں بالوں میں تیل لگوا رہی تھی جب انھوں نے پوچھا تھا۔

"ہوگا۔۔۔"

اس نے آنکھیں موندے ہی شانے اچکائے تھے۔

"یہ کیا بات ہوئی 'ہو گا'، تمہاری نند کی تاریخ طے ہو رہی ہے اور تمہیں ہی نہیں معلوم ہے۔۔۔؟"

آسیہ بیگم نے اچنبھے سے اسے دیکھا تھا۔

"ممی! ان لوگوں کی زندگی میں کیا ہو رہا ہے یہ معلومات میں کیوں رکھو؟ مجھے کوئی شوق نہیں ہے کچڑا اپٹی جمع کرنے کا۔۔"

وہ قدرے بیزار انداز میں شانے جھاڑ کر بولی تو آسیہ بیگم نے نہایت ہی تاسف سے اس کا بالوں سے بھرا سر دیکھا تھا۔ پھر قدرے سنبھل کر بولی تھی۔

"گھر ہے تمہارا وہ، بہو ہو تم اس گھر کی، بہت بری بات ہے اپنے گھر کے لوگوں کے متعلق ایسی باتیں کرنا۔۔۔"

انھوں نے سرزنش کیا تھا۔

"میں نہ اسے گھر مانتی ہوں اور نہ ہی وہاں کے لوگوں کو اپنا۔۔"

وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

"زرناب "!

آسیہ بیگم نے اس کے سر ہاتھ ہٹاتے اسے شانوں سے تھام کر اپنی جانب گھمایا تھا۔

"ایک سال ہونے والا ہے تمہاری شادی کو ابھی تک تمہارے دماغ کا خناس نہیں نکلا ہے؟ نہیں! اگر جبران کا رویہ تمہارے ساتھ سرد ہوتا تو سمجھ آتی بھی تھی تمہاری سرد مہری، لیکن وہ تو اب اتنا بدل۔۔۔"

"میں نے اس سے نہیں کہا ہے بدلنے کے لیے نہ اب اس کا بدلنا کوئی معنی رکھتا ہے۔۔۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوتی ازلی ہٹ دھرمی سے بولی تھی۔

"زرناب! کب عقل آئے گی تمہیں۔۔۔؟"

آسیہ بیگم اس کے تیوروں میں ذرا تر میم نہ دیکھ پریشان ہوا ٹھی تھی۔

"ممی پلیز! آپ ابا سے کہہ دیں، یہ ولیمہ وغیرہ کا چکر نہیں کریں، مجھے اس شخص کے نام کا اپنے اُوپر کوئی پبلکلی ٹھپہ نہیں لگانا ہے، جتنے کم لوگوں کو پتا ہو گا اتنا اچھا ہے۔۔"

موقع کا موقع دیکھ کر اس نہ دوسرا اہم مسئلہ بھی ان کے سامنے رکھا تو آسیہ بیگم باضابطہ ہتھیلی سے پیشانی پیٹنے لگی تھی۔

"مذاق سمجھا ہوا ہے تم نے شادی کو یا کوئی بچوں کے درمیان کھیلا گیا گڈے گڑیا کا کھیل ہے؟ جو کھیل لیا اور سامان سمیٹ کر ڈبے میں ڈال دیا تو بات ختم ہو گئی۔۔شادی ہے یہ زرناب شادی۔۔۔"!

ان کی سمجھ نہیں آئی آخر اس اپنے موقف و مقصد کو لیکر شدت پسند لڑکی کو کس طرح سمجھائے۔

"وہ بھی شادی ہی تھی اس شخص نے کون سا نبھایا تھا اسے۔۔"

وہ صدیوں کی مسافت طے کر لینے کے بعد بھی اسی محور پر اسی زاویہ کے ساتھ کھڑی تھی۔

"زرناب! بس کر دو، اور ایک وقت کے لیے تمہاری منطق مان بھی لیں ہم تو تمہارے ددھیال والوں کا کیا؟ تمہارے بابا نے اپنے پورے خاندان کی ناراضی مول لیکر صرف ہمارے لیے اس رشتہ کے لیے حامی بھری تھی، اکلوتی بیٹی ہو تم ان کی سو ارمان ہیں ان کے جو انھوں نے تمہارے نانا کی شکل دیکھ کر سینے میں دبا

لیے،اب ولیمہ بھی نہیں ہو گا تو کیا جواب دیں گے ہم ان کو اس کا زرناب! اتنی من مانیاں کافی ہیں اگر جبران کا سلوک قابل قبول نہیں ہوتا تو ہرگز بھی ہم صدف والی غلطی نہیں دہراتے،اب جب سب بہتر ہو رہا ہے تو میں قطعی تمہیں ایسا کچھ احمقانہ سوچنے کی اجازت نہیں دوں گی۔۔۔"

اب کے وہ درشتی سے قطعیت بھرے انداز میں انگلی اٹھا کر بولی تو زرناب نے آنکھوں میں کانچ سی چبھتی اذیت کی سرخی لیے ان کا چہرہ دیکھا۔

کیا یہ واقعی اس کی اذیت اس کی تکلیف نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

ماں کی ذات تو اولاد کا دل پڑھ لینے کی حس سے نوازا گیا ہے،پھر اس عورت نے تو اسے ماں سے بڑھ کر پالا تھا پھر کیسے وہ اس کی مشکل نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

صدف کے حوالے سے ہٹ کر اس مرد کے متعلق سوچتے ہوئے بھی اس کی سانس اٹکنے لگتی تھی سینے کا بوجھ بڑھ کر اس کے سارے عضلات کو ناکارہ کر دیتا تھا۔

اس کی کرم نوازیاں، اس کی عنایتیں، وارفتگی، دل لگی، دلبرائی، مرد کا ہر وہ انداز جو ایک لڑکی کو کلی سے پھول بنا دیتا ہے وہ اس لڑکی کو دہکتے کوئلوں پر آبلہ پا چلنے سے زیادہ تکلیف دیتا تھا۔

اس مرد کی ہر مسکراہٹ، ہر عنایت، ہر نوازش پر فقط صدف کا حق تھا، صرف اور صرف صدف کا حق، اگر وہ صدف کو جان کی بازی کھیل کر بھی نہیں ملا تھا تو زرناب کو وہ قدموں میں بے وقعت شے کی طرح پیش کر دینے پر بھی نہیں چاہیے تھا۔

وہ کسی قیمت پر صدف کا حق، صدف کی وہ اوّلین خواہش جو حسرت بن کر اس کی قبر میں جا دفن ہوئی تھی کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔ چاہ کر بھی نہیں، اس کا دل ہی قبول نہیں کر رہا تھا۔ سینے پر بڑھتا بوجھ اسی بات کی تو علامت تھا۔

"ہر گز نہیں"!

اس نے زور سے نفی میں سے ہر ہلایا تھا اس کی کنپٹی کی نسیں پھولنے لگی تھی۔

"کل صبح تم جا رہی ہو عباسی مینشن، آنا ہے تو پھر واپس چلی آنا، لیکن ایسے موقع پر گھر کی بہو ہونے کا فرض تم نہ نبھاؤ یہ میں ہر گز برداشت نہیں کروں گی۔۔"

آسیہ بیگم رعایت سے مبرا انداز میں بولی تو وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

اس کے جاتے ہی وہ نڈھال سی اپنی جگہ بیٹھی تھی۔

"آہ! زرناب! آہ! کیسے سمجھاؤ تمہیں خوشیاں مقدر سے ملتی ہے موازنہ یا مقابلہ سے نہیں۔ نہیں تھی صدف کی قسمت میں تو پانچ سال کا بن باس کاٹ کر بھی نہیں ملی اور ہے تمہاری قسمت میں تو ایک سال میں ہی مسرتوں کا سمندر امڈ آیا ہے، اور تم احمق لڑکی ہو کہ دامن پھیلانا ہی نہیں چاہتی۔ماں ہوں تم دونوں کی، میرے انہی ہاتھوں میں پروان چڑھی تھی تم دونوں، تم دونوں کی محبت، ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے کے جذبے کی بھی گواہ ہوں میں، تمہاری موجودہ کیفیت و کشمکش بھی سمجھتی ہوں، لیکن تمہیں ایک صدف کے فراق میں خود پر خوشیاں حرام تو نہیں کرنے دے سکتی نا، صدف کی حرماں نصیبی اس کی قسمت تھی اور تمہارا بلند بخت تمہارا نصیب ہے، تم کیوں اس کا موازنہ کر اپنے نصیب کی مہربانوں کو نکار رہی ہو؟ میں کسی قیمت پر تمہیں یہ

حماقت نہیں کرنے دوں گی،اس کے لیے مجھے کتنی ہی سختیاں ہی کیوں نہ کرنی پڑے تم پر۔میں کر جاؤں گی۔۔۔"

تیل سے چپڑی ہتھیلیوں پرٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے تھے۔کیسی بے بسی تھی اس عورت کی بھی،ایک بیٹی کواس مرد کی بے اعتنایوں کاواسطہ دیکرالگ کرناچاہاتووہ اس مرد کی محبت میں ضدپراڑی رہی،اوردوسری بیٹی کواس مرد کی عنایتوں کا واسطہ دیکرخوشحال زندگی گزارتادیکھناچاہ رہی تھی تووہ اس مرد کی نفرت میں اسے قبول کرنے کوتیار نہیں تھی۔

ایسے یاویسے سکے کاجو بھی رخ ان کے حصے آیاتھاخسارے ہی لیکرآیاتھا۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

اُف!دمِ نزع بھر آئی ہیں یہ کس کی آنکھیں

مُجھ کو جینے کی ضرورت سی ہوئی جاتی ہے!

آسیہ بیگم کے سخت تیور دیکھتے وہ دوسرے دن خفا خفا سی عباسی مینشن لوٹ آئی تھی اور اب ہال میں کل رات کھانے پر آ رہے مہمانوں کے متعلق بات ہو رہی تھی جس میں وہ عباسی صاحب کے اشارے پر طوعاً کرہاً بیٹھ گئی تھی۔

"پھر یوں کرتے ہیں کہ جبران اور زرناب کا ولیمہ بھی ساتھ ہی رکھ لیتے ہیں، سارے لوگ جمع ہوں گے تو اکٹھے دونوں فرائض سے سبکدوش ہو جائیں گے۔۔۔"

بیوی کی لمبی چوڑی منصوبہ بندی سننے کے بعد عباسی صاحب نے اپنی تجویز پیش کی تھی۔

"پروفیسر صاحب! اب ولیمہ کا نیا شوشہ کیا چھوڑ دیا ہے آپ نے؟"

زینت بیگم کو تجویز ایک آنکھ نہ بھائی تھی نہ ہی ثمرن کو البتہ صنوبر خاموش تھی۔

"نکاح کے بعد ولیمہ سنت ہے شوشہ نہیں، مذہبی روش سے نہ سہی دنیاوی نظریہ سے ہی دیکھ لیں۔۔"

عباسی صاحب نے مشکل سے ان کے انداز پر خود کو کچھ سخت کہنے سے باز رکھا تھا۔

"جو بھی ہو، ایک سال تو ہو ہی گیا ہے ولیمہ کرنے کی یوں تو تک بنتی ہی نہیں اب اور اگر کرنی بھی ہے تو کبھی کر لیجیے گا، ابھی بیٹی کی شادی ہے لڑکیوں کے سو ارمان ہوتے ہیں اپنی شادی کو لیکر مجھے کوئی افراتفری نہیں مچانی۔۔"

وہ نتھنے پھلا کر بات ہوا میں اڑا گئی تھی۔

"تو زرناب کیا لڑکی نہیں ہے؟ ان کے ارمان نہیں ہیں؟"

عباسی صاحب کا غصہ عود کر آیا تھا۔

قبل اس کے کہ ان دونوں کی ٹھن جاتی زرناب کی آواز ابھری تھی۔

"کوئی ارمان نہیں ہیں انکل میرے، آپ لوگ خواہ مخواہ اس بی لیٹیڈ ولیمے کو اہمیت نہیں دیں۔۔۔"

وہ عدم دلچسپی سے بولی تھی۔

وہ فقط ان ماں بیٹیوں کا خون جلانے کے لیے اپنے راستے تنگ نہیں کر سکتی تھی، وہ تب جب وہ سنجیدگی سے جبران کی پیش قدمیوں کو دیکھتی ہوئی اس رشتے سے جھٹکارے کے متعلق سوچ رہی تھی۔

"ہمیں ہو نہ ہو، لیکن ہمارے سرکل میں اس بی لیٹیڈ ولیمہ کا سب کو انتظار ہے، چاہے وہ تمہارے رشتے دار ہوں یا ہمارے، ہم انھیں مایوس نہیں کر سکتے، نہ ان تک یہ مسیج پہنچا سکتے ہیں کہ ہم نے شادی سماجی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے کی ہے۔۔۔"

اس کی واپسی کا سن کا سرشار سا گھر لوٹا جبران گفتگو میں حصہ لیتا ہوا آکر اس کے پہلو میں بے تکلفی سے ٹک گیا تھا۔ نکاح ان دونوں نے ہی میکانکی انداز میں کیا تھا لیکن ولیمہ وہ پوری رضا اور اس رشتے کی حسن کو نکھارنے کے لیے کرنا چاہتا تھا شائد اس طرح زرناب کے لیے اسے اور اس کے جذبات کو قبول کرنا آسان ہو جائے۔

زرناب نے گردن ترچھی کر کے اس کا چہرہ دیکھا، یہ میسنا آدمی جب بھی ایسے باغ و بہار بن کر آتا تھا اپنے ساتھ لازماً کوئی نہ کوئی بارود کی بوری لاتا تھا۔

"ماشاءاللہ ! تمہیں بھی فرصت مل گئی گھر آنے کی دو ہفتے سے تو بھٹکے بھی نہیں ادھر۔۔۔؟"

زینت بیگم کلس اٹھی تھی بیٹے کی مداخلت پر عباسی صاحب کا فون رنگ ہوا تو وہ کچھ سخت الفاظ کہنے کی خواہش دباتے ہوئے سائیڈ پر چلے گئے تھے۔

"پروجیکٹ پر کام کر رہا تھا۔۔"

وہ سنبھل کر بولا تھا۔زرناب سرعت سے کھڑی ہو گئی تھی۔

"کل آفس مت جانا۔۔"

اس کے مڑنے سے قبل وہ حکمیہ انداز میں بولی تھی۔

"کیوں؟"

"کیوں کیا؟ کل مہمان آرہے ہیں گھر، گھر کی ذمہ داریاں اٹھانا بھلے سے تمہارے شاہانہ مزاج پر گراں گزرتا ہو، لیکن دنیا کے سامنے جس طرح اس گھر کی بہو بن کر گھوم رہی ہو مہمانوں کے سامنے وہی اداکاری تو کر سکتی ہو نا۔۔"

وہ تیکھے چتونوں سے بولی تھی۔

جبران ان کے انداز پر کچھ کہنے لگا تھا کہ زرناب بول اٹھی۔

"مہمان رات میں آئیں گے، میں پانچ بجے ہی آجاتی ہوں آفس سے۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

ایک تو آسیہ بیگم کا سخت تنبیہ دوسرا عباسی صاحب کا احساس تھا جو وہ بادل ناخواستہ زہر کا گھونٹ بھر گئی تھی۔

"ہم جس کلاس کے ساتھ مو کرتے ہیں وہاں کی عورتیں لوگوں کے پاس ٹکے ٹکے کی نوکریاں نہیں کرتی ہیں۔۔"

ثمرن سے برداشت نہیں ہوا تھا زہرا گلے بغیر۔

"ہاں! کیونکہ یا تو وہ سارا دن کٹّی پارٹیز میں بیٹھی اوروں کے سفید و سیاہ کا احتساب کر رہی ہوتی ہیں، یا پھر مال، بوتیک، بیوٹی پارلر میں اپنے مردوں کے محنت سے کمائے پیسوں کو پانی کی طرح بہاتی ہوئی فیمینسٹ ہونے کا ڈھنڈورا پیٹتی ہیں، لیکن میں الگ ہوں مجھے اپنے پیسے اڑانے کا شوق ہے۔۔۔"

بنا بگڑے ٹھنڈا وار کر اسے سر سے لیکر پیر تک سرخ کرتی وہ آرام سے آگے بڑھ گئی تھی۔

ثمرن جواباً کلس بھی نہیں سکی تھی کیونکہ جبران کی جیسی سپاٹ نگاہ اس کی جانب اٹھی تھی اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی تھی۔

"وہ۔۔وہ مام، شبرینہ نے کہا تھا وہ جلدی آجائے گی۔۔۔"

وہ فوراً سنبھل کر ماں کی طرف مڑی تھی۔

"ہماری فیملی گیدرنگ میں شبرینہ کا کیا کام ہے؟"

جبران نے ناگواریت سے اعتراض اٹھایا تھا۔

"یہ کیا بات ہوئی، بھلی بچی ہے، بلکہ گھر کی بچی ہے کیوں نہیں آئے گی، کم از کم اس گھر کی نام نہاد بہو کی طرح تو ہے ہی نہیں جسے بس نام رتبہ چاہیے ذمہ داری نہیں۔۔۔"

زینت بیگم بیٹے کے اعتراض پر چمک کر بولی تھی۔

"مام پلیز! میں پہلے بھی آپ لوگوں سے کہہ چکا ہوں مجھے اپنے پروفیشن سے جڑے لوگوں سے ذاتی نوعیت پر راہ ورسم بڑھانا بالکل بھی نہیں پسند ہے، پھر بھی آپ لوگ ایسا چاہتے ہیں تو بہتر ہے کہ ان تعلقات کو باہر تک محدود رکھیں۔۔"

وہ قطعیت سے بولا تھا۔

"کیوں! تمہاری بیوی کو پسند نہیں ہے اس لیے؟"

"جی! اسی لیے، زرناب اس گھر کی فرد ہے، میری بیوی ہے، اس کی پسند و ناپسند کو پہلی ترجیح ملنی چاہیے بمقابل باہر والوں کے، بہتر ہے آپ لوگ اس چیز کا خود خیال کریں"

بنا کسی لگی لپٹی کے اس نے اثبات میں سر کو جنبش دیتے اعتراف کیا تھا۔

"وہ بس جیلس ہے شبرینہ سے۔۔"

"اسے کسی سے جیلس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، وہ کسی بھی اعتبار سے کسی سے کم نہیں ہے جو اسے جیلس ہونے کی ضرورت پڑے، اسے نہیں پسند کوئی اپنے گھر میں تو بس نہیں پسند، گھر ہوتا ہی اس لیے ہے کہ انسان مرضی مطابق وہاں جی سکے، اگر کسی کی موجودگی اسے نہیں پسند تو اس میں برائی کیا ہے۔۔۔"

وہ آج ماں بہن کو ہارٹ اٹیک پر ہارٹ اٹیک دے رہا تھا۔

"کل کو آپ کے کسی پروجیکٹ کی ہیروئن اسے پسند نہیں آئے گی تو آپ اسے بھی نکال دو گے یا خود نکل جاؤ گے۔۔"

ثمرن کے آس پاس حسد کی آگ کی لپٹیں آسمان کو چھونے لگی تھی۔

"ہاں چھوڑ دوں گا، اس میں کیا سوچنے والی بات ہے، میری بیوی کی ذہنی یکسوئی سے بڑھ کر تھوڑی ہے پیسے۔۔۔۔"

اس کا اطمینان، ٹھہراؤ، اور زن مریدی میں تمغہ جرات کی حقدار کی دعویداری کا انداز ہی الگ تھا۔

وہاں بیٹھے سبھی حتیٰ کے پشت پر کھڑی زرناب اور کال سن کر اندر داخل ہوئے عباسی صاحب تک سکتہ میں چلے گئے تھے۔

مجھ کو اب آئے ہیں محبت کے سلیقے

تم کہو، تم سے عشق دوبارہ کرلوں !

"جبران تم ایسے تو نہیں تھے صدف کے ساتھ۔۔۔؟"

زینت بیگم کا حقیقتاً دماغی توازن بگڑنے لگا تھا۔

"انسان غلطیوں سے سیکھتا ہے۔۔۔"

ماں کے حیرتوں وحشتوں کے جواب میں اس کا وہی تمکینیت بھرا انداز تھا۔

"تم۔۔ تمم۔۔افففف۔! باپ کو کتابوں سے عشق لڑانے سے کبھی فرصت نہیں ملی اور بیٹا زن مریدی میں ڈگریاں اکٹھا کر رہا ہے، میرا تو نصیب ہی سیاہ ہے،۔۔۔"

زینت بیگم جاہل عورتوں کی طرح ماتھا پیٹنے لگی تھی۔

"بے فکر رہیں، میں وہ زن ہر گز نہیں بننا چاہوں گی جو آپ کے صاحب زادے کی مریدی کو قبول کرے۔۔۔"

وہ کہتی ہوئی آ کر صوفے پر پڑا اپنا فون اٹھا کر نکل گئی تھی۔

اس شخص کے اخلاص نے تو اس کے پتھر دل پر خاص اثر نہیں ڈالا تھا البتہ ماں بیٹوں کی دھواں دھواں شکل دیکھ کر اعصاب پر ٹھنڈی برف کے گالے گرے تھے۔

novel by j nikhat

وہ آفس کے لیے کپڑے پریس کر کے کمرے میں داخل ہوئی تو ان دونوں باپ بیٹے کو ایک نئے کھیل میں مگن دیکھ کر دروازے میں ہی ٹھہر گئی تھی۔

ان دونوں باپ بیٹے بھی الگ ہی خبطی تھے، یہ لوگ وہ کھیل نہیں کھیلتے تھے جو باقی زمانہ اس عمر میں کھیلتا ہے، بلکہ یہ اپنا ہی کوئی انوکھا کھیل ایجاد کر کے یوں محظوظ ہوتے تھے جیسے کتنا مزیدار ہو، مزیدار تو واقعی ہوتا تھا لیکن دیکھنے میں۔

جیسے ابھی۔

جبران نے انس کو نیچے قالین پر لٹایا ہوا تھا اور خود بیڈ کی پائیتی سے پیر اٹکا کر زمین پر ہاتھوں کے پنجے جماتا پُش اپس کر رہا تھا، وہ جتنی بار نیچے جاتا تھا دونوں کے مابین محبت کا تبادلہ انوکھے انداز میں ہوتا تھا۔

اگر انس اس کی ناک کو چومتا تو وہ انس کی پیشانی کا بوسہ لیتا تھا، اگر انس اس کی ٹھوڑی کو چومتا تو وہ اس کے سیبی گال پر لب رکھ دیتا تھا، اور پھر دونوں خود ہی اپنے کرتوت پر بڑا کارنامہ انجام دینے کے انداز میں کھلکھلا اٹھتے تھے۔

شائد اسے ہی بچپن کہتے ہیں، اور سب سے خوبصورت بچپن وہ ہوتا ہے جس میں بچوں کے ساتھ ماں باپ خود بچے بن جاتے ہیں، جیسے جبران عباسی بن جاتا تھا۔

بلاشبہ جبران عباسی انس کو یادگار بچپن بھرپور طریقے سے دے رہا تھا۔

کبھی کبھی تو یقین کرنا مشکل ہو جاتا تھا یہ وہی جبران عباسی ہے جس کی بے پرواہیوں، بے اعتنائیوں کو دیکھ کر اس نے نکاح کا فیصلہ کرتے اس سے آنے بھر کی اچھائی کی امید نہیں لگائی تھی۔اور کہاں وہ شخص سراپا نئے روپ میں ڈھل گیا تھا۔

"شائد آپ نے جانے میں بہت جلدی کر دی صدف! سارا سفر طے کر کے منزل سے قریب مورچہ موڑ لیا، کاش! آپ پانچ سال کے کٹھن سفر میں پانچ ماہ کی صبر آزما مسافت اور لگا دیتی تو آج یہ حسین منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی قسمت پر نازاں ہوتی، کاش! صدف، میں آپ کو بتا پاتی آپ کا یہ سلونا خواب میرے آنکھوں میں کیسے کانچ کی طرح چبھ رہا ہے۔۔۔"

اس کے فگار لبوں پر 'کاش' کا سلسلہ دہکتے کوئلوں کی مانند سلگنے لگا تھا۔اس شخص کو یوں سرتاپا نئے روپ میں ڈھلا دیکھ کر اسے یقین ہونے لگا تھا کہ انس کے زندگی میں آنے کے بعد صدف کے حالات بدل جانے تھے اس کے صبر کا انعام ملنے والا تھا۔انس صدف اور جبران کے بیچ پُل کا کام کرنے والا تھا ان کے درمیان کی خلیج کو وہ پاٹ سکتا تھا۔

صدف کو اس کے حصے کی خوشیاں مل سکتی تھی۔

اور سب سے اہم آج وہ اس جگہ یوں بے بس سی کھڑی نہیں ہوتی۔

کتنے کاش تھے، جو اس کی روح میں سوئیاں کی طرح چبھ رہے تھے نگاہ ہنوز ان باپ بیٹے پر تھی جو اپنے کھیل میں مگن قطعی اس کی موجودگی سے بے خبر تھے۔

دفعتاً اس کا فون رنگ ہوا تو اسکرین پر آسیہ بیگم کا نام دیکھ کر وہ طویل سانس اندر کھینچتی بالکنی کی جانب بڑھ گئی تھی۔

"بینک سے زیورات نکال لیے؟"

ادھر ادھر کی چند ایک باتوں کے بعد انھوں نے پوچھا تھا غالباً انھوں نے کال ہی اسی سلسلہ میں لگائی تھی۔

"وہ کس لیے؟"

"کس لیے؟ حد ہے تمہاری زرناب، تم اس گھر کی بہو ہو اتنا بڑا موقع ہے گھر میں، تم ایسے ہی سر جھاڑ منہ پہاڑ جاؤ گی ان کے سامنے، ہر گھر کے کچھ رسم و رواج ہوتے ہیں، کچھ طور طریقے ہوتے ہیں گھر کی بہوؤں کے، یہ کوئی تمہاری

آفس میٹنگ تھوڑی ہے جو فارمل چڑھالیا چل دیے۔۔اففف! لڑکی کیا کیا سکھاؤ میں تمھیں۔۔۔۔"

آسیہ بیگم نے فون سے ہی ماتھا پیٹ لیا تھا۔

"اتنا سین نہیں ہے، آپ خواہ مخواہ ہی سینٹی ہو رہی ہے۔۔۔"

اس کا وہی ازلی بیزار انداز تھا۔

"فضول گوئی کرنے کی ضرورت نہیں ہے، چپ چاپ بینک سے جا کر زیورات نکال لاؤ، آدھے گھنٹے کی بات ہے، لیکن لوگ چیزیں زندگی بھر یاد رکھ لیتے ہیں۔۔۔"

انھوں نے تحکم بھرے انداز میں دباؤ ڈالا تھا۔

"ممی"!

"کوئی فضول بات نہیں سنو گی میں۔۔۔"

"ٹھیک ہے مدر ٹریسا جی! کل آفس سے واپسی پر ہوتی ہوئی آؤ گی بینک سے۔۔۔"

اس نے ہتھیار ڈالے تھے۔

"کیا آفس؟ کل تم آفس جاؤ گی۔۔۔؟"

"ظاہر سی بات ہے آفس ہی جاؤں گی، سرکس تو جانے سے ہی رہی۔۔۔!"

ان کی تیز معترض آواز پر زرناب نے بیزاریت سے کہا تھا۔

"زرناب عقل کب آئے گی تمہیں، دو سال کی بچی ہو جو ساری اونچ نیچ میں سکھاؤ تمہیں تو سمجھ آئے۔۔۔"

آسیہ بیگم کا پارہ واپس سے کس بات پر چڑھا تھا اس کی سمجھ نہیں آئی تھی۔

"اب کیا کر دیا ہے یار میں نے، کہا تو کل آفس سے واپسی پر لے آؤ گی زیورات اور سارے خود پر لاد کر بن جاؤ گی مغلیہ دور کی جودھا سلطان۔۔۔"

اس کی مسلسل اعتراض سے بس ہونے لگی تھی۔

"بکواس نہیں کرو، ذرا عقل نہیں ہے تمہیں کل تمہارے گھر اتنے اہم مہمان مبارک مقصد لیکر آرہے ہیں اور تم گھر کی بہو ہو کر بجائے انتظامات دیکھنے کے آفس جاؤ گی، کوئی ضرورت نہیں ہے آفس جانے کی، اچھے گھروں کی لڑکیاں عملی میدان میں ہی نہیں امور خانہ داری میں بھی بھرپور قسم کا مظاہرہ کر کے اپنی عمدہ تربیت کا ثبوت دیتی ہیں، کیا تم میری تربیت کو شرمندہ کرو گی۔۔۔؟"

انھوں نے لمبی چوڑی کلاس لگاتے آخر میں جذباتی بلیک میلنگ کی چھڑی اس کی شہ رگ پر ڈالی تھی یہ سوچے بغیر کہ مقابل چکنا گھڑا ہے۔

"پہلی بات تو یہ کہ، گھر میں انتظامات دیکھنے کے لیے ایک درجن ملازم موجود ہیں، جنھیں خطیر تنخواہ گھر والوں سمیت آنے جانے والوں کی آؤ بھگت کے لیے ہی دی جاتی ہے۔

دوسری بات، میں اچھے گھر کی ہوں یہ ثابت کرنے کے لیے مجھے کم از کم عباسی مینشن کی امورِ خانہ داری سنبھالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اور آخری بات مسز پروفیسر! کہ آپ کی ایک عمدہ تربیت کا وہ لوگ سیر ہو کر پانچ سال تک فائدہ اٹھا چکے ہیں، سو دوبارہ ٹیسٹ کرنے کی انھیں ضرورت نہیں ہے اور اس ایک سال میں انھیں یہ بھی اندازہ ہو گیا ہے کہ تربیت جتنی بھی لاجواب ہو فطرت کمینی ہو تو اثر نہیں پڑتا، اور میں فطرتاً آزمائش ہوں ان کے لیے۔۔

او کے! بائے! بائے! سی یو۔۔۔"

واپس لیکچر شروع ہونے سے قبل ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔وہ اسے اچھی بہو،اچھی بیوی بنانے کی جتنی بھی کوشش کر لیں بننا تو اس نے وہی تھا جو وہ سوچ کر آئی تھی۔

اس کے مڑنے سے قبل ہی بالکنی تک آیا جبران بھی مڑ گیا تھا کہیں آسیہ بیگم کا غصہ اسی پر ہی نہ نکل جائے،لیکن اس دوران بہت کچھ وہ کل کے لیے سوچ چکا تھا۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

Zubi Novels Zone

عشق سمندر ہے تو پھر روح کو شاداب کرے
تشنگی کیوں مجھے دیتا ہے سرابوں کی طرح

"کیا مسئلہ ہے،کیوں گھورے جا رہے ہو؟"
وہ تنگ آ کر جھلاتی ہوئی اٹھ بیٹھی تھی۔

جب سے وہ آکر بیڈ پر دراز ہوئی تھی، مسلسل اس کی پر تپش نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس کر رہی تھی۔

ایک تو اس نے انس کو سینے پر سلا لیا تھا درمیان کوئی آڑ نہ ہونے کی وجہ سے وہ پہلے ہی تذبذب کا شکار ہوتی بالکل کنارے پر لیٹی تھی، تضاد اس کی تشنہ نگاہیں، نہ وہ پشت موڑ پا رہی تھی نہ ہی اس کی جانب کروٹ لے پا رہی تھی، اور یوں چت لیٹ لیٹ کر اس کی کمر تختہ ہونے لگی تھی۔

"میں نے کیا کیا ہے؟"

وہ معصوم ہوا تھا۔

"تم۔۔۔اس نے مٹھیاں بھینچی تھی۔اگر نیند نہیں آ رہی ہے تو جا کر گارڈن میں چکر لگا آو۔۔"

"کس نے کہا مجھے نہیں نیند نہیں آ رہی۔۔؟"

اس نے الٹا ہی سوال کیا تھا۔

"تو پھر سو کیوں نہیں رہے ہو، میری نیند کیوں ڈسٹرب کر رہے ہو۔۔۔؟"

وہ زچ ہوئی تھی۔

"یہ تو سراسر الزام ہے، اتنا فاصلہ درمیان رکھ کر، بھلا کوئی کسی کی نیند کیسے ڈسٹرب کر سکتا ہے۔۔؟"

آنکھ کا کونہ دبا کر وہ بے باکی سے بولا تو زرناب یکدم ہی کان کی لو تک سرخ پڑی تھی۔

"تم۔۔ تم۔۔ تم میرے ساتھ ڈبل مینگ والی باتیں مت کرو۔۔"

وہ جلبلاتی انگلی اٹھا کر دھمکاتی ہوئی بولی تھی۔

"میں نے تو سیدھی سی بات کی ہے تم اس سے ڈبل مینگ نکال رہی ہو۔۔"

وہ زیر لب مسکرایا تھا۔

"تم۔۔ خیر! احمد نے تو کہا تھا تمہاری اس ویک نائٹ شوٹنگ ہے پھر گھر کیا کر رہے ہو۔۔؟"

اس نے موضوع بدلہ تھا۔

"تھی، میں نے ری اسکیجیول کروادی۔۔"

اس نے شانے اچکائے۔

"کس خوشی میں؟"

وہ تپ گئی تھی۔

"دو ہفتے سے سویا نہیں ہوں میں ڈھنگ سے، تم دونوں ماں بیٹے مجھے اپنی موجودگی کا عادی بنا کر خود نانی کے گھر چھٹیاں منانے چلے گئے تھے، پیچھے میں بیچارہ رات آنکھوں میں کاٹتا رہا ہوں، لیکن احساس کرنے والا ہو تب نا۔۔"

دل گرفتگی سے آہ بھر کر مسکین نظر آنے کی اس نے بھرپور کوشش کی تھی۔

"ہر بات پر ڈائیلاگ بازی۔۔"

اس نے آنکھیں گھمائی تھی۔

"میں ڈائیلاگ بازی نہیں کر رہا انس کی ماں" !

وہ دلی جذبات کو مصنوعی الفاظ کہنے پر خفا ہوا تھا۔

"مجھے انس کی ماں مت کہو۔۔"

"تو پھر وائفی کہہ لوں۔۔؟"

"ہمت بھی مت کرنا۔۔"

"بیگم کیسا رہے گا۔۔؟"

"قتل کر دوں گی۔۔"

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

اس نے آنکھیں خطرناک انداز میں باہر نکالی تھی۔

"ہاو آباؤٹ۔۔۔۔"

وہ کہتا ہوا جھک کر اس کی سائیڈ آیا تھا۔

"سوئیٹ ہارٹ اینڈ ڈارلنگ۔۔۔؟"

اس نے آنکھ کا کونہ دبا کر اسے سلگایا تھا۔

"تم ہمت تو کر کے دیکھنا، میں نے تمہیں گنجا نہیں بنا دیا تو میرا نام زرناب جاوید نہیں۔۔۔"

اس کے حظ اٹھاتے انداز پر وہ فوراً آستین چڑھاتی جلال میں آئی تھی۔

"اللہ! انتہائی کوئی خطرناک لیڈی ہو۔۔۔"

وہ فوراً ایک ہاتھ سے انس کو سنبھال کر دوسرے سے اپنے خوبصورت بالوں کو سنبھالتا دہل کر واپس اپنی جگہ پر ہوا تھا۔

"اب چپ چاپ سے انس کو درمیان میں ڈالو۔۔؟"

اس نے حکم دیا تھا۔

"کیوں؟ تمہیں خود پر بھروسہ نہیں ہے یا مجھ پر۔۔۔؟"

اس نے ذو معانویت سے آنکھوں کو قریب کرتے پوچھا تو زرناب نے یکدم سے جھرجھری لی تھی۔

"تم کچھ زیادہ ہی نہیں پھیل رہے ہو۔۔؟"

زرناب کی حقیقتاً بس ہونے لگی تھی۔

"پھیلتا تو درمیان میں اتنا فاصلہ تھوڑی ہوتا۔۔"

وہ مصنوعی تاسف سے بولا تھا جس میں وہی سرمست سی لطافت رقصاں تھی۔

"تم پھر سے ڈبل مینگ باتیں کرنے لگے۔۔۔!"

زرناب کی تیوریاں چڑھی تھی۔

"میں نے سیدھی سی بات کی ہے کہ اگر میں پھیل کر سوتا تو درمیان میں یہ جگہ نہیں ہوتی، تم ہی سیدھے لفظوں سے نجانے کیا کیا اخذ کر رہی ہو، توبہ! توبہ! میں تو انتہائی سادہ اور معصوم سوچ رکھتا ہوں۔۔۔"

اس نے جس معصومیت سے میسنے پن کا ثبوت دیا تھا زرناب غصہ وحیا سے سرخ اناری چہرے کے ساتھ پیچ وتاب کھاتی کروٹ بدل کر سوگئی تھی۔

novel by j nikhat

دوسرے دن وہ آفس سے لوٹی تو شہر کی مقبول ترین سلون کی تین یونی فارم میں ملبوس لڑکیوں کو اپنا منتظر پایا تھا۔ یہ وہ سلون تھا جہاں زیادہ تر فلمی ستارے جاتے تھے جہاں کی اپائنٹمنٹ ملنا ہی جوئے شیر لانے جتنا مشکل ہوتا تھا کہاں گھر آکر ان کا سروسیز دینا۔

لڑکیوں کو نظرانداز کرتے اس نے فوراً اسے کال ملائی تھی۔

"زہے نصیب! خیر ہے سب؟"

اس کی چہکتی گمبھیر آواز سماعتِ دل کو مرعوب کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

" اب کیا نئی چول ماری ہے تم نے۔۔۔؟"

سر جھٹکتے اس نے سوال کیا تھا۔

"گھر مہمان آرہے ہیں، ممی صنوبر لوگوں نے اپائنمنٹ لے رکھی تھی سلون وغیرہ کی، تمہیں ٹائم نہیں ملا تو میں نے سوچا تمہارا ٹائم سیو کردوں گھر سروس بھیج کر، کیوں تمہیں پسند نہیں آئی یہ ٹیم، کہو تو دوسری بھیج دوں۔۔۔؟"

وہ بناوٹ سے مبرا بڑے ہی تحمل اور اپنائیت سے پوچھ رہا تھا۔

"میں نے تم سے کہا تھا اس کے لیے۔۔؟"

زرناب نے زور سے آنکھیں میچ کر کھولتے پوچھا تھا۔اس کی حقیقتاً اب اس شخص کی پیش قدمیوں سے بس ہونے لگی تھی۔

"زرناب پچھلے رشتے میں میں نے سب دیا تھا سوائے ٹائم، اٹینشن اور ایفرٹز کے، میں اس غلطی سے سیکھ چکا ہوں اسے دہرانا نہیں چاہتا ہوں۔۔۔"

وہ پر ملال مگر دل میں گھر کرتے انداز میں بولا تو زرناب کی رگ و پے میں تھکن اترنے لگی تھی۔

"انجوائے کرو تم سرویسیز، انس میرے ساتھ ہے، ہم دونوں آٹھ بجے تک گھر آجائیں گے تیار ہو کر، سو تم تیار ہو جانا۔۔۔"

متبسم انداز میں کہتے اس نے رابطہ منقطع کر دیا تھا۔زرناب کتنی ہی دیر تلک فون کان سے لگائے ویسے ہی کھڑی رہی تھی۔

صنفِ نازک کے دل کو مردوں کے بڑے بڑے کارنامے نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی کوششیں مائل کرتی ہے، خیال کرنے کا وہ انوکھا انداز جس میں فکر کی خوشبو اپنائیت کا لمس شامل ہو، اور اسی کے عوض بنتِ حوا اپنا تن من دھن اس مرد پر وارنے کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔

اس مرد کی کوشش بھی خلوص و محبت کی عکاسی کر رہی تھی۔ جس نے اپنے مصروف لمحوں سے بالخصوص اس کے لیے وقت نکالا تھا، لیکن اس لڑکی کے دل میں چاہے جانے کے قابل فخر و مسرور جذبات نے انگڑائی نہیں لی تھی، بلکہ وہاں عجب یاسیت زدہ بوجھ آن گرا تھا، اعصاب بجائے ڈھیلے پڑنے کے تناؤ کے زیر اثر آ گئے تھے۔

وہ گم سم سی فون بیڈ پر اچھال کر ان لڑکیوں کے رحم و کرم پر خود کو چھوڑتی آنکھیں موند گئی تھی۔

ذہن ایک دبیز خاموشی کی زیر اثر بالکل خاموش ہو گیا تھا، وہ خود کو ڈھیلا چھوڑ چکی تھی۔ تینوں لڑکیاں کام پر لگ چکی تھی، ان کے کام کرنے کے ماہرانہ انداز کا کمال تھا جو اس کے بوجھل اعصاب نیند کی وادی میں اتر گئے تھے۔ دوبارہ اس کی آنکھ فون کی آواز پر کھلی تھی۔

خوابیدہ آنکھیں کھول کی دیکھی تو تینوں لڑکیوں کو مودب انداز میں اپنے مقابل کھڑا پایا تھا۔

"ایم سوری! بس آنکھ لگ گئی تھی۔۔"

اسے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔

"کوئی بات نہیں میم! سر نے بالخصوص مینشن کیا تھا کہ آپ تھکی ہوئی ہوں گی تو آپ کو مساج دینا ہے۔۔"

ان میں سے ایک لڑکی مسکرا کر بولی تھی۔

"ہمم! پھر میں آپ لوگوں کے لیے ڈرائیور بلوادوں۔۔۔؟"

سر والی لائن کا اثر زائل کرنے کے لیے اس نے پوچھا تھا۔

"نو میم! ابھی تو آپ کو ریڈی کرنا باقی رہتا ہے نا۔۔؟"

لڑکی کے چہرے پر وہی پیشہ وارانہ مسکراہٹ تھی۔

"بکنگ میں وہ بھی شامل ہے۔۔؟"

زرناب نے اچنبھے سے پوچھا تھا۔

"جی، اور ہم سب ساتھ لے کر آئے ہیں، آپ اگر فریش ہونا چاہیں تو ہو جائیں، پھر ہم آپ کو ریڈی کر دیں گے۔۔۔"

"مثلاً کیا لیکر آئی ہیں۔۔۔؟"

زرناب کے لاعلمی کے اظہار پر پہلے تینوں کے درمیان نگاہوں کا تبادلہ ہوا تھا پھر ایک لڑکی جا کر بڑا سا سوٹ کیس اٹھا لائی تھی، جسے کھولنے پر زرناب نے حقیقتاً سر ہاتھوں میں تھام لیا تھا یہ بندہ نجانے کیا کرنا چاہتا تھا۔

"یہ سب آپ کے سر نے پسند کیا ہے رائٹ؟"

"جی! سر نے ڈریس پسند کیا تھا، باقی ساری میچنگ چیزیں ہماری میم نے چوز کیا ہے، دراصل ہماری میم سلیبرٹی اسٹائلش ہیں، سر کے ان سے اچھے ٹرمز ہیں تو اسپیشلی سر کی ریکویسٹ پر میم نے یہ سب آپ کے لیے تیار کیا ہے، امید ہے آپ کو پسند آئے گی۔۔"

وہ ایک خاص طرز پر بات کر رہی تھی۔

زرناب اپنی پیشانی سہلانے لگی تھی۔ایک ذرا سے فیملی ڈنر کو اس شخص نے ولیمہ کی دعوت بنا دیا تھا۔ڈریس کچھ ایسا خاص ہیوی نہیں تھا، بلکہ موقع کی مناسبت سے نفیس اور قابل قبول تھا لیکن۔۔

وہ ان لڑکیوں کو کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی، جس طرح سر کی مریدیں محبت و عقیدت سے سر کا نام لیکر نمبر بڑھانے کی کوشش کر رہی تھی، لگ نہیں رہا تھا وہ

بنا اپنا کام کیسے یہاں سے ٹلیں گی، لہٰذا اس نے ایک مرتبہ پھر خود کو ان کے سپرد کر دیا تھا۔

اس کے تیار ہونے تک آٹھ بج گئے تھے، تبھی دونوں باپ بیٹے نے گولڈن رنگ کے پٹھانی سوٹ میں ملبوس کمرے میں قدم رنجھا فرمایا تھا۔اس کے لانگ شرٹ اور پلازو کا رنگ بھی گولڈن تھا تو اسے اس میسنے آدمی کی سازش سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی جو کوئی موقع نمبر بنانے کا جانے نہیں دے رہا تھا۔

"اففف"!!

اس پر نگاہ پڑتے ہی ٹھٹھکتے ہوئے اس نے چہرے پر درد کے آثار لاتے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تو تینوں لڑکیاں اس کے فدائیہ انداز پر چہرہ جھکا کر ہنسنے لگی تھی۔ مرد کی محبت کی یہی خوبی ہوتی ہے جب وہ کسی عورت کو چاہتا ہے تو پھر ڈنکے کی چوٹ پر اس کا اظہار و اعلان کرتا ہے دنیا سماج کی پرواہ کئے بغیر۔

زرناب نے خشمگیں نگاہ اس اداکار کی جانب اٹھائی جو دن بدن اس کے اعصاب پر سوار ہوتا جا رہا تھا۔

"انس، مام کیسی لگ رہی ہیں۔۔۔؟"

اس پر نظر پڑتے ہی گود میں آنے کے لیے ہمک رہے انس سے اس نے کچھ خاص انداز میں پوچھا تھا۔آج کل وہ انس کو موج مستی کے دوران چھوٹے چھوٹے لفظ سکھانے لگا تھا۔

"مام واو"!

انس نے جھٹ چہک کر کہتے ہوئے اس کے گال کا بوسہ لیتے باپ کو داد طلب نگاہوں سے دیکھا تھا،جو اس بات کا ثبوت تھا کہ یہ بھی بڑی تگ ودو سے اس میسنے آدمی نے ہی اسے سکھایا ہے۔

"انس کی مام واقعی واو لگ رہی ہیں۔۔۔"

اس نے ستائشی نظر زرناب کے سراپے پر ڈالتے ساتھ لایا نیکلیس کا ڈبہ کھول کر زمرد جڑا نیکلیس اس کے شفاف گردن کا حصہ بنا کر اس کی شان بڑھائی تھی۔جس پر زرناب کلس کر رہ گئی تھی۔

"تھینکیو جانو!آپ بھی بہت ہینڈسم لگ رہے ہو۔۔"

محظوظ ہو رہے جبران پر کرخت نگاہیں گاڑے ہی اس نے انس کے گال کو نرمی سے کھینچا تھا۔

"اور میں۔۔۔؟"

وہ بے تکلفی سے اس کے قریب جھک آیا تھا۔

"آپ ان کے جانے کا انتظام کر دیں، ٹائم کافی ہو گیا ہے۔۔۔"

زہر کا گھونٹ بھرتے اس نے تینوں لڑکیوں کی طرف اشارہ کیا جو اس کے فلرٹ سے محظوظ ہو رہی تھی۔

"باہر ڈرائیور منتظر ہے، آپ لوگ جائیں، تھینکیو۔۔۔"

وہ سنبھل کر ان کی جانب مڑا تھا۔ تینوں لڑکیوں فوراً اثبات میں سر ہلاتی دروازے کی سمت بڑھی۔

"سر آٹو گراف۔۔؟"

پھر کچھ یاد آنے پر جھجک کر واپس آئی تھی۔

"شیور" !

بڑی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے فوراً تینوں کی ڈائیری پر سائن کیا تھا۔

"تم حد سے زیادہ بڑھ رہے ہو۔۔۔"

ان کے جاتے ہی وہ بھی باہر کی طرف قدم بڑھاتی ناگواریت سے کہنا نہیں بھولی تھی۔

"میں بس تمہاری حدود میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔"

وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

نو بجے تک صنوبر کے سسرال والے بھی آ گئے تھے۔اچھے خاصے ہائی فائی باادب بااخلاق لوگ تھے۔یہ ان کی زرناب سے پہلی ملاقات تھی زرناب بھی ان سے ان ماں بیٹیوں سے دل میں موجود چپقلش کے قطع نظر خوش اخلاقی سے ملی تھی سوائے صنوبر کے منگیتر کے۔

ایک دو مرتبہ پہلے بھی ہوئی سر سری سی ملاقاتوں کی طرح آج بھی اس کی شخصیت کا تاثر زرناب پر خراب ہی پڑا تھا۔

عجب گھٹیا بے باک سی نگاہیں تھی اس کی، جسم کے آر پار کسی تیز دھار تلوار کی طرح جاتی ہوئی، عجیب سی مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ اس نے مصافحہ کے لیے

ہاتھ بڑھایا تو زرناب سرعت سے اثبات میں سر ہلاتی جبران کی جانب خواہ مخواہ ہی متوجہ ہوگئی تھی۔

جبران بھی اسے کبھی گھور کر، کبھی شریر تو کبھی مخمور نگاہوں سے یک ٹک دیکھتا تھا لیکن اس سے کبھی اسے ایسی غلاظت و کراہیت محسوس نہیں ہوئی تھی۔

نجانے کیا دیکھ کر انکل لوگوں نے اسے پسند کیا تھا۔۔؟

قصداً جبران کے ساتھ بیٹھتے اس نے دل میں سوچا تھا۔

پھر یاد آیا اس تبریز نامی افلاطون کو انکل نے نہیں بلکہ خود صنوبر بی بی نے پسند کیا تھا جو ایک اچھے خاصے بزنس مین کا بیٹا تھا لیکن فلم انڈسٹری میں دلچسپی ہونے کی وجہ سے یہاں ہنر آزمانے آیا تھا اتفاق سے کسی پارٹی میں ملاقات ہوئی تھی دونوں کی اور بات یہاں تک آن پہنچی تھی۔

جس کے بعد اس کے بے یار و مددگار بھٹک رہی فلمی کریئر کی کشتی کو بھی ایک سمت مل گیا تھا، آخر جبران عباسی کا ہونے والا بہنوئی جو ٹھہرا تھا۔

لیکن جو بھی ہو کوئی لڑکی ایسے مرد کا انتخاب آخر کر کیسے سکتی ہے، جس کی نگاہوں سے ایسی غلاظت و ہوس ٹپکتی ہو؟ اس نے تاسف زدہ نظر سج سنور کر

مقابل صوفے پر بیٹھی صنوبر پر ڈالی تھی جو عام دنوں کے مقابل آج خاموش بیٹھی تھی۔

اس کے بعد وہ غیر محسوس انداز میں سارا وقت جبران کے آس پاس ہی رہی تھی، عجب غیر آرام دہ سا محسوس ہو رہا تھا یوں لگ رہا تھا اس گھٹیا آدمی کی نگاہیں ہر جانب کیمرے کی طرح فوکس کیے ہوئے ہے۔

ایسا کہیں باہر ہوتا تو وہ اس شخص کی آنکھیں نکال چکی ہوتی، لیکن یہاں رشتہ داری کا معاملہ تھا، ان لوگوں سے جتنی بھی ذاتی عناد سہی وہ رشتہ نہیں تڑوا سکتی تھی۔

جبکہ ایسے رشتے کا ٹوٹ جانا ہی بہتر تھا۔

کھانے کے ٹیبل پر وہ حسب عادت عباسی صاحب کی دائیں جانب بیٹھنے گئی تھی تبھی وہاں تبریز بھی بتیسی کی نمائش کرتا چلا آیا تو وہ گلاس اٹھا کر جبران کی جانب آئی جس نے نرم مسکراہٹ کے ساتھ اٹھ کر اس کے لیے کرسی کھینچ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

کتنا فرق تھا ایک ہی جگہ پر کھڑے دو مردوں میں، ایک کا احساس سراپا تحفظ تھا تو دوسرے کی موجودگی جہنم کی دہکتی آگ سے ڈراؤنی تھی۔

اسے بحیثیت لڑکی صنوبر پر افسوس ہوا تھا۔ جس کی چھٹی حس نجانے کہاں سوئی ہوئی تھی۔

کھانے کے بعد سب اٹھ گئے تھے وہ انس ضد کر رہا تھا تو وہیں بیٹھ کر اسے کھلانے لگی تھی۔

جب وہ موقع دیکھ کر وہی آ گیا تھا۔

"بھابی! مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے جیسے آپ میری ذات کے حوالے سے کسی قسم کی غلط فہمی کا شکار ہیں۔۔؟"

وہ ایک کرسی چھوڑ کر پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا بڑی ہی معصومیت سے پوچھ رہا تھا جیسے زرناب چار سال کی بچی ہو۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔"

انس کے منہ میں نوالا ڈالتے اس نے مشکل سے کچھ سخت کہنے سے خود کو باز رکھا تھا۔

"پھر آپ مجھ سے ایسے خفا خفا کیوں پھر رہی ہیں۔۔۔؟"

"ایکسکیوز می؟"

اس کے درمیانی کرسی کے پشت پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے پر زرناب نے ترش نظر اٹھائی تو وہ فوراً کھسیا کر واپس اپنی جگہ پر گیا تھا۔

"نو آفینس! میں بس کہہ رہا تھا آپ کا انداز کافی لیا دیا سا ہے، جبکہ یہ آفیشلی ہماری پہلی ملاقات ہے۔۔۔"

وہ کچھ سنبھل گیا تھا اس کے ناگوار تیوروں کو دیکھ کر۔

"میں ذرا دوسرے مزاج کی بندی ہوں، حدود و قیود کی سخت پابند، حد میں رہنا اور حد میں رکھنا دونوں آتا ہے مجھے۔۔"

اب کے ناگواریت سے اسے اس کی جگہ بتاتے اس نے بالکل بھی نام نہاد مروت ولحاظ کا پردہ نہیں رکھا تھا۔

تبریز کا چہرہ اس کے کھڑے جواب پر یکدم سے پھیکا پڑا تھا۔ لیکن ہار نہیں مانی تھی۔

وہ انس کا چہرہ نیپکین سے صاف کرتی اسے اٹھانے کے لیے کھڑی ہوئی تو وہ ایک مرتبہ پھر بولا۔

"آپ کا ڈریس خراب ہو جائے گا انھیں میں اٹھالیتا ہوں۔۔"

"نو تھینکس "!

اس کے درمیانی فاصلہ باٹنے سے پہلے ہی زرناب نے قطعیت سے ہاتھ اٹھا کر ٹوکا تو وہ وہیں تھم گیا۔

"جبران! بات سنیں ذرا۔۔"

پہلی بار، ہاں اس پورے ایک سال سے زیادہ کے عرصے میں پہلی مرتبہ اس نے اس بے تکلفی واستحاق سے اسے آواز لگائی تھی۔

بڑوں کے درمیان باتوں میں محو جبران انگشت بدنداں سا ایکسکیوز کرتا فوراً بوتل کے جن کی طرح وہاں حاضر ہوا تھا۔ چہرہ اور آنکھیں یوں روش تھی جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔

"فرمائیں۔۔۔؟"

بڑا ہی عاجزانہ سا انداز تھا۔

"میں نے انس کو کھانا کھلا دیا ہے، آپ انس کو اٹھا لیں۔۔۔"

وہ اسی بے تکلفی سے بولی تو جبران نے بامشکل ہاتھ سے نکلے دل کو سنبھالتے انس کو اٹھایا تھا وہ ایک اچٹی نظر تبریز پر ڈال کر جبران کے ہمراہ وہاں سے نکل گئی تھی۔

عورت بے شک مضبوط ہوتی ہے، لیکن مرد اس کی بہترین ڈھال اور پناہ گاہ ہوتا ہے، تبھی جنت عورت کے قدموں میں دیکر جنت کے دروازے کا نگہبان مرد کو بنایا گیا ہے۔

وہ زرناب جاوید جو اس شخص کے سایہ سے بھی گریزاں گھومتی تھی آج اس گھٹیا مرد کی نگاہوں سے اجتناب کے لیے اسی کی چھاؤں میں تحفظ محسوس کرتی آگے بڑھ گئی تھی۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

صنوبر کے سسرالیوں سے تاریخ کے متعلق جان کر عباسی صاحب نے جاوید صاحب اور فاروق صاحب سے فون کر کے رائے لے لی تھی، وہ لوگ بھی اگلے مہینے کچھ خاص مصروف نہیں تھے لہٰذا پہلی اور دوسری تاریخ طے پائی تھی۔

صنوبر کے نکاح والے دن یعنی پہلی تاریخ کو جبران اور زرناب کا ولیمہ ہونا تھا۔

آج دس تاریخ تھی یعنی شادی میں پورے بیس دن باقی رہتے تھے۔ قریب ڈھائی تین سال پہلے منگنی ہو چکی تھی تو تیاریوں کا کوئی ایسا دباؤ نہیں تھا۔ البتہ آج کل کے شادی کو تیس اپیسوڈ پر مشتمل ڈرامہ بنانے کے فیشن کے مطابق زینت بیگم اور ثمرن کو خاصا اعتراض تھا لیکن عباسی صاحب نے یہ کہہ کر ان کے اعتراض کو رد کر دیا تھا کہ اس کے بعد وہ یونیورسٹی کی جانب سے ریسرچ کیلئے بیرون ملک جا رہے ہیں۔

جبران تو سرشار سا مطمئن ہو گیا تھا جبکہ زرناب ہاتھ ملتی رہ گئی تھی۔

وہ اس ڈرامہ کا حصہ نہیں بننا چاہتی تھی، لیکن اس سلسلہ میں آسیہ بیگم سے پہلے ہی عزت کروا چکی تھی۔ فاروق اور جاوید سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی اور جبران

عباسی کو کچھ کہنا تو نری حماقت ہی تھی آگے اس کے علاوہ کیا ہو سکتا تھا فل حال اس کا ذہن اس سوال پر چپ سادھے لا تعلق ہو گیا تھا۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

آج جبران اس کی کنسٹرکشن سائٹ پر کمرشل شوٹ کیلیئے آیا تھا،اور زرناب جس کے اندر پیدائشی طور پر برداشت کا مادہ قلیل مقدار میں موجود تھا آج اس قلیل مقدار کا بھی قطرہ قطرہ نچوڑتی تحمل سے کام لیتی ہوئی وہاں موجود تھا۔

جبران اپنی پوری ٹیم لیکر آیا تھا جو اس کے ساتھ ایسے پیش آرہے تھے جیسے جبران کے برابر وہ بھی ان کی باس کہیں کی مشہور سلیبرٹی ہو، عملی طور پر تو وہ واقعی ان کی باس ہی تھی، بلکہ ان کے باس کی بھی باس تھی، لیکن یہ بات اس کے چٹختے اعصاب قبول کرے تب ناں۔

"میم! کافی"

"میم! ٹی"!

"میم! فریش جوس"

"میم! چیئر"!

"میم ! فین" !

"میم ! امبریلا"

"میم ! کچھ چاہئے آپ کو۔۔۔؟"

اس طرح کی آوازیں وہ جب سے سائٹ پر آئی تھی گرمی میں کانوں کے پاس گنگناتے مچھڑ کی طرح بھنبھنا رہے تھے اور وہ ضبط کا گھونٹ بھرتی بس نفی میں سر ہلاتی اس میسنے آدمی کو کوس رہی تھی۔ جو پاس ہی چھتری کے نیچے اسکرپٹ لیکر بیٹھا اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

"آپ مونیٹر میں دیکھنا چاہیں گی۔۔۔؟"

شوٹ شروع کرنے سے پہلے ڈائریکٹر صاحب چہرے پر نرم تاثرات لیے اس کے پاس آئے تو جواباً اُس کا من کیا کہے

"میں مونیٹر میں دیکھنا نہیں بلکہ مونیٹر توڑنا چاہوں گی، ساتھ مونیٹر میں نظر آرہے اس خوبرو چہرے کو بھی جس نے میرا خون خشک کرر کھا ہے۔۔"

لیکن وہ دلی جذبات بیان نہیں کر سکتی تھی تبھی سرعت سے نفی میں سر ہلاتی خواہ مخواہ فون کان سے لگا کر ایک سائیڈ پر بڑھ گئی تھی۔

novel by j nikhat

"اتنا ہینڈسم و مشہور بندہ جس کی جاگیر ہو، وہ بجائے اس کی عمدہ اداکاری اور خوبرو چہرے سے آنکھیں سیکنے کے، یہاں اینٹ روڑے میں آ کر بیٹھے، زیادتی ہے بھئی! بڑی زیادتی ہے۔۔۔"

وہ اندر جا کر اپنے جز وقتی طور پر بنائے گئے آفس میں بیٹھی تھی جب سدرہ نے وہاں انٹری ماری تھی۔۔

"تم یہاں کیسے۔۔؟"

زرناب نے صاف اس کے کمنٹ کو نظر انداز کیا تھا۔

"باس کے ساتھ آئی ہوں۔۔"

وہ سامنے پڑا پلاسٹک اسٹول کھسا کر بیٹھی تھی۔

"باس بھی ناں حد کر رہے ہیں، ایک معمولی سے کمرشل شوٹ کو ایس ایس راجہ مولی کی بگ بجٹ فلم بنا کر رکھ دی ہے۔۔۔۔"

وہ بڑبڑائی تھی۔

"اجی! اسے قدردانی کہتے ہیں، اب سب آپ محترمہ کی طرح بے قدر، بے مروت اور بد ذوق نہیں ہو سکتے ناں، جس کے پاس اتنا ہینڈسم و شاندار بندہ ہو جس پر ہر تیسری لڑکی کی نظر و دل اٹکا ہو، اس کی وجاہت سے پرائی لڑکیوں کو آنکھیں سیکنے کیلئے چھوڑ خود یہاں گرمی میں تندوری روٹی کی طرح سکے۔۔۔"

سدرہ کو تو موقع ہاتھ آنا تھا اسے جھاڑ پلانے کیلئے۔

"قمر کی برتھ ڈے میں چل رہی ہو۔۔۔؟"

اس نے ایک مرتبہ پھر اس کی تقریر نظر انداز کرتے پوچھا تھا۔

آج قمر، جو کہ جاوید صاحب کی دوسری بیوی سے تھا، اس کی سالگرہ تھی، چونکہ ان کے بیچ روایتی سگا سوتیلا جیسا رشتہ تھا نہیں، لہذا وہ بھائی بہنوں کے ایسے خاص مواقعوں پر گھر جا کر باضابطہ بڑی بہن کے فرائض نبھاتی تھی۔

بڑوں نے شرکت نہیں کرنا تھا بچوں کے پروگرام میں، لہذا وہ آج قمر کی پسند کا خیال کرتے ہوئے قمر، اس کے دوستوں اور اپنے کزنز کو لیکر امیوزمنٹ پارک

جا رہی تھی، وہیں پاس ہی ڈنر کیلیئے اس نے ریسٹورنٹ میں ٹیبل ریزور کیا تھا، یہاں لوکیشن سے اس کا ارادہ سیدھا ریسٹورنٹ جانے کا تھا۔

"آف کورس جا رہی ہوں! کبھی کبھی تو ایسا موقع آتا ہے جب تم حاتم طائی کی جانشین ہونے کا ثبوت دیتی ہوئی اپنے بینک لاکرز کے تالے توڑتی ہو۔۔۔"

سدرہ ٹیبل پر ہاتھ مار کر چہکی۔

زرناب جواباً کوئی کرارا جواب دیتی کے ہولے سے دروازہ ناک ہوا۔یس کی آواز آتے ہی فریم میں احمد کی شکل نمودار ہوئی تھی۔

"بھابی! وہ لنچ بریک ہوا ہے تو چیف آپ کو وینٹی میں بلا رہے ہیں۔۔۔"!

"لنچ بریک تم لوگوں کا ہوا ہے، میں آکر کیا چپاتی بناؤں گی۔۔۔؟"

زرناب کو اپنا اس بریک سے تعلق سمجھ نہیں آیا تھا۔

"نہیں بھابی! چیف نے دراصل پوری کاسٹ اینڈ کرو کیلیئے اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ سے فوڈ آرڈر کیا ہے، آپ کو کھانے کیلیئے بلا رہے ہیں، ورنہ کھانا ٹھنڈا ہو جائے گا۔۔۔"

احمد نے ذرا تفصیل میں جاتے بتایا۔

جواباً کڑکا سا جواب دینے کیلئے زرناب کا منہ کھلنے ہی لگا تھا کہ سدرہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر سامنے کو جھکی۔

"ہمت بھی مت کرنا انکار کرنے کی۔۔"

"پر میں۔۔۔"

"زرناب! تم قبول کرو یا نہیں کرو لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اب تم کوئی معمولی سی لڑکی نہیں ہو، تم ایک سپر اسٹار کی بیوی ہوں، بلکہ خود بھی ایک پبلک فگر ہے۔اور اس وقت سب کی نظر تم دونوں پر ہی ہے، اگر نہیں چاہتی کہ تمہارے متعلق خواہ مخواہ کی افواہ چاروں جانب پھیلے تو لبوں پر نرم مسکراہٹ سجاؤ اور جا کر جبران صاحب کی وینٹی میں بے تکلفی سے داخل ہو جاؤ۔۔۔"

سدرہ نے نیچی آواز میں اچھے اسے اس کی موجودہ حیثیت باور کرائی تو وہ لاکھ پیچ و تاب کھانے کے باوجود اس کی باتوں سے سہمت ہوتی طویل سانس اندر کھینچ کر احمد کی تقلید میں باہر کی جانب بڑھی تھی۔

سدرہ کے کہے کے مطابق سب کی نظر اس پر تھی، تب تک جب تک اس نے وینیٹی کے اندر قدم نہیں رکھ دیا۔

novel by j nikhat

"میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔"

وہ سارا کام سمیٹ کر گھڑی میں ساڑھے پانچ کا وقت دیکھتی ہوئی زیر تعمیر عمارت سے باہر نکلی تو جبران کی گاڑی کو سامنے ہی کھڑا پایا جبکہ باقی سب جا چکے تھے۔

"کیوں؟"

"کیوں کیا؟ تمہاری گاڑی سروسنگ کیلئے گئی ہے، ہمیں گھر ہی جانا ہے تو بہتر ہے ساتھ چلیں۔۔"

اس نے بھرپور نظر فارمل لباس میں ملبوس زرناب پر ڈالی تھی۔

"لیکن میں گھر نہیں آ رہی۔۔۔"

"کک۔۔ کیوں۔۔؟"

اس کا کھلتا چہرہ سیکنڈ سے بھی کم وقفے میں ماند پڑا تھا۔

"میرے چھوٹے بھائی قمر کا آج برتھ ڈے ہے، ہم لوگ ریسٹورنٹ میں سلیبریٹ کررہے ہیں، قمر میرے کزن کے ساتھ مجھے لینے آرہا ہے، میں پاپا کے سائیڈ جارہی ہوں، وہ لوگ آگئے۔۔۔"

اس نے کہتے ہوئے ہاتھ ہلایا تھا قمر نے بھی فرنٹ سیٹ سے منہ نکال کر اپنے دونوں ہاتھ ہلائے تھے۔

"السلام۔۔۔ جیجو۔۔۔۔۔"!!

دروازہ کھول کر زرناب کو سلام کرتے جیسے ہی اس کی نظر آنکھوں پر گاگلز چڑھائے کھڑے جبران پر پڑی وہ فوراً دونوں ہاتھ منہ پر رکھ گیا، آنکھیں یوں اُبل کر باہر آئی تھی جیسے آٹھواں عجوبہ دیکھا ہو۔

"بس جی ہو گیا بیڑہ غرق، اب ایک اور مرید اس بندے کا میرے ہی خاندان سے نکلنا تھا"

قمر کے جوش و خروش کو دیکھ کر وہ کلس کر رہ گئی تھی جواب جبران کو پرجوش انداز میں اپنا تعارف دے رہا تھا۔ جبران نے اسے برتھ ڈے وش کیا تو نو سالہ قمر

کے گال یوں سیب کی طرح لال ہو گئے جیسے کسی چنچل دوشیزہ نے اسے شادی کیلئے پروپوز کر دیا ہو۔

"تو آپ کو نہیں معلوم تھا آج میرا برتھ ڈے ہے۔۔؟"

قمر نے قدرے مایوسی سے پوچھا آخر کو وہ سالا سوا لاکھ کا تھا۔

"آپ کی آپی نے بتایا ہی نہیں۔۔۔"

جبران نے بھی افسوس کا اظہار کرتے ملبہ زرناب پر ڈالا۔

"آپی آپ نے نہیں بتایا جیجو کو میری برتھ ڈے کے متعلق؟"

اب کے وہ شاکی انداز میں زرناب کی طرف مڑا تھا۔

"تم نے بھی تو مجھے نہیں بتایا ناں کہ ہم دعوت عام رکھ رہے ہیں، ورنہ لازمی میں مسجد مسجد گھوم کر اعلان کروا دیتی"

وہ بھی تپ گئی تھی۔

"آپی یار! جیجو عام تھوڑی ہیں۔۔۔"

"ہاں! وہ خاص ہیں اسی لیے ان کے پاس بہت سے خاص الخاص کام بھی ہیں کرنے کیلئے، ہم انھیں دیری نہیں کرواتے ہیں اور چلتے ہیں، شاباش۔۔"

زرناب فوراً اُس کا بازو تھام کر آگے بڑھی۔

"پر چیف کا اسکیجیول تو آج بالکل فری ہے۔۔۔"!

احمد نے بروقت اپنے چیف کی مدد کی، ادھر جبران نے اسے مشکور نگاہوں سے دیکھا تھا ادھر قمر زرناب سے بازو چھڑا کر اس کے قریب آیا تھا۔

"ای نو لاسٹ منٹ انویٹیشن وہ بھی آپ جتنے بڑے سلیب کو دینا اچھا نہیں ہے، پر کیا آپ آؤ گے میری برتھ ڈے پارٹی میں؟ میں نے اپنے فرینڈز کو بتایا ہے کہ میرے جیجو سپر اسٹار ہیں، پر کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ آپی آپ کو لیکر کبھی گھر آئی ہیں۔۔ پلیز۔۔۔"

آخر تک قمر نے آنکھیں بھی پٹپٹائی تھی۔

"قمر! تم۔۔"

"آف کورس چلیں گے بھئی! ہم ایک فیملی ہیں اور فیملی میں انویٹیشن جیسی فارمالٹی کی ضرورت تھوڑی پڑتی ہے، بس آپ کی آپی پہلے بتا دیتی تو ہم گفٹ بھی خرید لیتے کوئی آپ کی پسند کے مطابق۔۔۔"

ترچھی نظر اس پر ڈالتے اس نے افسوس کا اظہار کیا۔

"آپ آؤ گے یہی بڑا گفٹ ہے میرے لیے۔۔"!

قمر چہکا۔

"تو پھر میں واپس چلی جاتی ہوں۔۔۔"

زرناب نے گھوری ڈالی۔

"کم آن آپی! آپ جیجو سے تو جیلس نہیں ہوں۔۔ چلیں پھر آپ جیجو کی گاڑی میں آئیں ہم نکلتے ہیں۔۔"

وہ اچھلتا ہوا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

"پر میں تمہارے ساتھ۔۔۔"

"مجھے فرینڈز کو پک اپ کرنا ہے، آپ جیجو کے ساتھ سید ھا لوکیشن پر پہنچیں۔۔"

وہ ہاتھ ہلاتا ہوا گاڑی میں سوار بھی ہو گیا تھا۔

"کافی سمجھدار بچہ ہے۔۔ کس پر گیا ہے۔۔۔؟"

وہ تن فن کرتی ہوئی گاڑی میں سوار ہوئی تو جبران اس کی جانب کا دروازہ بند کرنے آکر ذرا سا جھک کر شرارتاً مستفسر ہوا تھا۔

"مجھ پر نہیں گیا ہے۔۔"

اس نے شعلہ نگاہ اٹھائی۔

"وہ تو میں جانتا ہوں۔۔۔"

محظوظ کن مسکراہٹ اچھال کر وہ دوسری جانب سے آکر اس کے برابر براجمان ہوا تھا۔

"منع نہیں کر سکتے تھے تم قمر کو؟"

"کرنا کیوں تھا؟"

"وہ پبلک پلیس ہے اور تم ایک سلیبرٹی ہو۔۔۔"

"تو کیا ہوا؟"

اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔

"میں فیملی کے ساتھ پبلک اپیئرنس اس لئے اوائیڈ کرتا ہوں کہ میری فیملی متاثر نہ ہو اس سے، اس کے علاوہ کوئی وجہ نہیں ہے۔۔ ویسے انس کا کیا۔۔۔؟"

"انس کو سدرہ لیکر سیدھا وہیں پہنچے گی۔۔۔"

وہ مختصر الفاظ میں کہتی باہر دیکھنے لگی تھی۔

جبکہ جبران باوجود کوشش کے بھی اپنے پہلو میں گاہے بگاہے نگاہ ڈالنے سے خود کو روک نہیں پا رہا تھا۔

دلوں میں ان کے جتنا فاصلہ تھا وہ اس کے اتنے ہی قریب بیٹھی تھی، اس کے جذبات کی سختی سے نفی کرتی ہوئی، بے اعتنائیوں پر سفاکیت سے آمادہ اور وہ بے بس سا اسے اعتبار سونپنے سے قاصر لب بستہ تھا۔

کیسے سنبھال پائیں گے خستہ بدن کی خاک..
ہم لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اپنے ہی بخت سے.

novel by j nikhat

جبران کو وہاں دیکھ کر تو ویسے ہی سب کی خوشی کے مارے چیخ نکل گئی تھی، اور جب جبران کی وہاں آمد کا سن کر خود ریسٹورنٹ کا مالک وہاں آیا اور ان کیلئے پول سائیڈ کا حصہ کھلوایا تو پھر سب کی خوشی کی انتہا نہیں رہی۔ چونکہ موصوف سپر اسٹار تھے فینز کے نمبر بڑھانے کا موقع جہاں بھی ملے وہ جانے نہیں دیتے اور پھر یہاں تو معاملہ بھی سسرال کا تھا۔

لہذاایک فون کال گھما کرامیز منٹ پارک جس کا ٹائم آٹھ بجے تک ہی تھا اسے دس بجے تک کروایا تو پھر سارے اس کے صدقے واری جانے لگے تھے۔

زرناب غصہ سے ہاتھ باندھ کرایک جانب بیٹھ گئی تھی۔

مارے غصہ کے اس نے تبدیل کرنے کیلیئے سدرہ کے سوٹ لیکرآنے کے باوجود نہیں پہنا تھا۔۔

"اس بندے کو آنااور چھاجانا خوب آتا ہے۔۔۔"!!

سدرہ تبصرہ کرتی ہوئی سوفٹ ڈرنک کا گلاس اٹھائے قریب آئی تھی۔نگاہ جبران پر تھی جو قمراوراس کے دوستوں کے درمیان بالکل عام انسان کی طرح بیٹھا تھا اپنے گارڈز کواس نے باہر ہی رکوادیا تھا۔

"چہ!زیادتی ہے بھئی"!!

توجہ نہ ملنے پر وہ تاسف سے بولی۔

"کس کے ساتھ زیادتی ہے۔۔"

"آف کورس اس خوبصورت چہرے کے ساتھ جس کی بے قدری ہورہی ہے۔۔"

سدرہ نے سیدھا اشارہ کیا تھا۔

"بس تمہارے بیچارے منگیتر کا خیال ہے مجھے ورنہ تم چلتی پھرتی بالکل نظر نہیں آتی۔۔"

زرناب نے دانت پیسے تھے۔

"میرے منگیتر کا خیال ہے اپنے شوہر کا نہیں۔"

"وہ شخص میرا شوہر نہیں ہے۔۔"

"اچھا! تو کیا ولیمہ ہم کسی کے بھی ساتھ کروا سکتے ہیں مفتی زرناب جی، یہ فتویٰ کہاں سے نکالا آپ نے۔۔۔؟"

سدرہ آنکھیں پٹپٹا کر اس کی جانب گھومی۔

"ولیمہ کروانا کون چاہتا ہے؟"

اس کا لہجہ سپاٹ ہوا تھا۔

"تو پھر کیا چاہتی ہو۔۔۔؟"

"تمہیں نہیں معلوم۔۔؟"

"زرناب! پاگل مت بنو، کیا تم ابھی بھی طلاق لینے کے متعلق سوچ رہی ہو، لڑکی تمہارا دماغ درست ہے۔۔۔؟"

"نہیں تو اس شخص کے ساتھ ویسا گھر بسانے کے متعلق سوچوں جیسا کہ صدف کا خواب تھا؟"

اس کی گرفت کانچ کے گلاس پر مضبوط ہوئی تھی۔

"زرناب! بس بہت ہو گیا جذباتی پن، اور بہت ہو گئی حماقتیں۔۔۔"

"میں حماقت کر رہی ہوں۔۔پتا ہے دنیا میں ہماری صنف اسی لیے اتنا ذلیل ہوتی ہے کیونکہ انھیں دو میٹھی باتیں بہلا دیتی ہے، کوئی تمہیں چپل مار دے اور دوسرے ہی لمحے گلے لگا لے تو وہ اس بے عزتی کو فوراً بھول جاتی ہے، اسی لیے تو برسوں سے ٹاکسک ریلیشن شپ ہماری صنف کا آئیڈیل لائف اسٹائل بن چکا ہے۔۔"

"تم کہاں سے کہاں بات کو لیکر جا رہی ہو۔۔؟"

"میں وہیں سے وہیں بات لیکر گئی ہوں۔۔"

اس نے زور سے ٹیبل پر گلاس کو پٹخا تھا۔

"ہماری صنف کا مسئلہ کیا ہے جانتی ہو؟ ہم میں اتحاد نہیں ہے، ایک مرد مرد کا دشمن نہیں ہوتا، لیکن عورت عورت کی دشمن ضرور ہوتی ہے، ایک مرد ایک عورت کے ساتھ جتنا بھی برا سلوک کر لے جتنی بھی زیادتی کر لے دوسری لڑکی اسے بنا پس و پیش باآسانی قبول کر لیتی ہے، چار بچوں کے باپ کو بھی اس کی آدھی عمر کی کنواری لڑکی مل جاتی ہے، جبکہ ایک مرد کی ستائی ہوئی طلاق شدہ، خلع یافتہ لڑکی کو اپنے اسٹینڈرڈز پر کومپرومائز کرنا پڑتا ہے، کیونکہ مرد کمیونیٹی آسانی سے پہلی شادی کیلئے ایک سیکنڈ ہینڈ پروڈکٹ کو قبول نہیں کرتی، یہ ہمارے معاشرے کا مسئلہ ہے، مردوں کیلئے عورتیں ایک لوکل بس اسٹاپ پر آتی جاتی بس جیسی ہے، ایک لاپرواہی سے مس ہو بھی گئی تو دوسری آسانی سے مل جاتی ہے۔۔۔"

تلخی سے کہتے اس کی آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے تھے۔

"زرناب"!!

سدرہ کی زبان تالوں سے چپک گئی تھی۔

"پانچ سال تک وہ شخص صدف کے وجود سے لاپرواہ رہا تھا، کتنے لوگ گئے تھے اس کے پاس صدف کی اہمیت جتانے کیلئے؟ جبکہ صدف کے پاگل دل کی طرح اسے صبر کی تلقین کرنے اور جھوٹے دلاسے باتوں میں سبھی دے دیتے تھے کہ وہ کرئیر بنا رہا ہے، تمہارا مستقبل ہی روشن ہوگا، تمہارا ہے تمہاری جانب ہی لوٹے گا ایک دن۔ فلاناں ٹھمکانہ۔۔

اور صرف ایک سال ہوا ہے ہماری شادی کو۔ اور اس کی وکالت کرنے ہر تیسرے دن میرے اپنے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ

وہ بدل گیا ہے تم اسے موقع دو،

حماقت مت کرو، زیادتی کر رہی ہو،

تم جذباتی ہو رہی، بے جا ضد کر رہی ہو،

صدف کی قسمت میں لکھا تھا ایک بے جان رشتہ،

تم خوش بخت ہو وہ تمہاری جانب لوٹا ہے،

تمہیں کوئی حق نہیں ہے اسے سزا دینے کا،

سزا و جزا کا احتساب اللہ کے ہاتھوں ہے۔

وغیرہ وغیرہ۔۔۔

"تم اور ممی بہت کلوز ہو ناں میرے؟ کبھی میرے جذبات کا سوچا ہے؟ میری تکلیف، میری بے بسی کا سوچا ہے، جب وہ شخص مجھ پر مہربان ہوتا ہے، نظر کرم ڈالتا ہے تو میں کس اذیت سے گزرتی ہوں؟"

اس نے سرخ اذیت کی کرچیوں سے بھری نگاہ اس کی جانب گھمائی تھی۔

کیسے سنبھال پائیں گے خستہ بدن کی خاک..

ہم لڑتے لڑتے تھک گئے ھیں اپنے بخت سے.

"سانس نہیں آتی ہے مجھے اتنا سینے پر بوجھ بڑھ جاتا ہے، پورا وجود پسینہ سے تر بتر ہو جاتا ہے، یوں معلوم ہوتا ہے پورے جسم پر فالج کا اٹیک ہو گیا ہو، اور اس بے بسی میں صدف کے کھوکھلے الفاظ کانوں پگھلے سیسے کی مانند اترتے ہیں، اور میں۔۔۔۔"

اس نے سختی سے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو الجھاتے ہوئے آپس میں مڑوڑ دیا تھا۔

سدرہ نے ہولے سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تھا۔

"میں تمہاری کیفیت سمجھتی ہوں، خود کو اسٹریس مت دو، وقت دو خود کو، نہ دامن دراز کرنے میں جلد بازی کرو نہ جھٹکنے میں، وقت پر چھوڑ دو وقت بہترین انتخاب کرتا ہے۔۔۔"

سدرہ نے پانی کا گلاس اٹھا کر اس کی سمت بڑھایا۔

وہ گلاس لبوں سے لگا کر گھونٹ گھونٹ پانی خشک حلق میں اتارنے لگی تھی۔

تبھی وہاں دوڑتا ہوا قمر آگیا تھا اور پھر بچوں کے بچکانے کھیل میں الجھ کر وہ اس کیفیت سے باہر نکل گئی تھی۔

ڈنر سرو ہوا تھا جس کے بعد سب نے فیریز وئیل میں بیٹھنے کا شور مچایا تھا۔

قمر کا کہنا تھا کہ جب وئیل پوری اپنی ہائیٹ پر جائے گی وہ تبھی کیک کٹ کرے گا۔

بچکانی خواہش تھی بجائے اسے سمجھانے کے سب شریک ہو گئے تھے۔

"ارے! تم کیوں نہیں بیٹھ رہی۔۔؟"

سدرہ کو ان کے بیٹھتے ہی پیچھے ہٹتا دیکھ زرناب نے پوچھا تھا۔

"مجھے ہائیٹ سے ڈر لگتا ہے تم دونوں انجوائے کرو، ویسے بھی مجھے کباب میں ہڈی بننے کا شوق نہیں ہے، میں انس یہاں انتظار کرتے ہیں۔۔۔"

پیچھے ہٹ کر اس نے وہاں کھڑے آدمی کو اشارہ کر دیا تھا جس نے فوراً ان کے کیبن کو آگے کھسکا کر ہوا میں معلق کر دیا تھا۔

"آل دا بیسٹ گائز! ویسے سنا ہے فیریز وئیل میں بیٹھ کر ٹروتھ اینڈ ڈئیر کھیلنے کا اپنا مزہ ہے، ٹرائے کر کے دیکھنا آپ دونوں۔۔۔"

خود کو گھور رہی زرناب کو ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے مشورہ دیا تھا۔

"بہت شکریہ"!

وہ اتر نہیں سکتی تھی لٰہذا خشمگیں نگاہ اس پر ڈال کر دونوں سینے پر باندھ کر پیچھے ہٹ کر بیٹھ گئی تھی۔

"میں پہلی بار اس جھولے پر بیٹھا ہوں۔۔۔"

پہیہ دھیرے دھیرے گھومنا شروع ہوا تو وہ بولا تھا۔

"ڈر لگ رہا ہے تو ابھی بھی وقت ہے رکوا دو اتر جاتے ہیں۔"

وہ باہر شہر کی روشنیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں! آئی وڈ لو ٹو ایکسپیرینس دیس۔۔۔"!

وہ مسکرایا تھا۔

"کیوں؟"

"تمہارے ساتھ انوکھی چیزوں کا تجربہ اور انوکھا ہو جاتا ہے۔۔"

وہ جذبات سے چور لہجے میں بولا تھا جوابا نہ وہ پگھلی تھی نہ بگڑی تھی بس باہر دیکھتی رہی تھی۔

پہیہ کی رفتار بڑھ چکی تھی اب وہ لوگ کافی اونچائی پر آ گئے تھے جہاں سے تقریباً سارا شہر نظر آ رہا تھا۔

اور آسمان جو زمین سے سیاہ نظر آتا ہے اتنی اونچائی سے ملگجے سے اندھیرے میں ڈوبا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔۔

قمراوراس کے دوستوں کی چیخ وپکار عروج پر تھی اور جبران بڑی ہی فرصت سے باہر دیکھنے میں محو اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس پر نہ اس کی وجاہت اثرانداز ہوتی تھی نہ جذبات۔

"ایک سوال پوچھو۔۔۔؟"

وہ لوگ بلندی پر پہنچنے ہی والے تھے جب خاموشی میں زرناب کی آواز ابھری۔

"ہاں پوچھو۔۔۔"

وہ ہمہ تن گوش ہوتا قریب کھسکا تھا۔

"کبھی ایک پل کیلیے ہی سہی صدف کیلیے اپنے دل میں کچھ خاص محسوس کیا تھا؟"

وہ قطعی غیر متوقع سوال کرتی ہوئی اس کی طرف مڑی جس نے سختی سے دانتوں تلے لب دبا لیا تھا،روشن چہرہ یکدم سے تاریک ہو گیا تھا۔

زرناب نے اس کی چپ آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر زور ڈالا تو اس کی گردن ہولے سے نفی میں ہلی۔جواب معلوم ہونے کے باوجود زرناب کے اندر کچھ بڑی بے دردی سے ٹوٹا تھا۔

" کبھی جب اس سے الوداع لیا تھا، اسے چھوڑ کر مہینوں کیلیے ٹرپز پر گئے تھے، اسے یاد کیا تھا۔۔۔؟"

سوال بدل گیا تھا، لیکن جواب وہی موصول ہوا تھا۔بے بسی سے نفی میں ہلتی ہوئی گردن۔ٹوٹی ہوئی شے کے باریک ٹکڑے اس کی روح میں گھپنے لگے تھے۔

"اس کے جانے کے بعد کبھی اسے یاد کیا۔۔۔؟"

اس کے تیکھے سوال پر سختی سے مٹھیاں بھینچتے جبران نے نفی میں سر ہلایا تو وہ سرخ آنکھوں کے کنارے لیے باہر کی طرف متوجہ ہو گئی۔

فیریز وئیل اپنی پوری بلندی پر پہنچ چکی تھی، تبھی نیچے سے پٹاخے ہوا میں آزاد کئے گئے تھے، آسمان کے سینے میں یکایک ہی رنگ برنگے ڈھیروں ستارے چمکنے لگے تھے۔ان کے سائیڈ والا ہی قمر کا کیبن تھا وہاں سے ہیپی بر تھ ڈے کا شور اٹھا پھر ہر کیبن سے وہی آواز گونجنے لگی۔

بس ان ہی کی کیبن میں خاموشی تھی دبیز خاموشی، روح میں اتر جانے والی خاموشی۔

"اب تم مجھ سے اور نفرت کرو گی،اور شدت سے میری ذات کی نفی کرو گی،میرے جذبات کو نکارو گی،میری پیش قدمیوں کو رد کرو گی،مجھے اذیت دو گی،وجہ مل گئی ہے نا تمہیں"!

اس کے لہجے سے بے بسی ہی بے بسی عیاں تھی۔

جب کبھی اسے لگتا تھا،سب ٹھیک ہو رہا ہے،ان کے درمیان کے فاصلے سمٹ رہے ہیں،زرناب اس کے قریب آرہی ہے ویسے ہی کچھ ایسا ہو جاتا تھا کہ ساری خوش فہمی کانچ کے خواب کی طرح بکھر کر کرچی کرچی ہو جاتی تھی۔

"تم یہ اذیت ختم کر سکتے ہو،اس سلسلہ کو یہی روک سکتے ہو،واپس اپنی بے فکر زندگی میں لوٹ سکتے ہو۔۔"

اس نے گردن گھما کر بڑی ہی بے دردی سے اس کے دل کا نشانہ لیا تھا۔

جواباً تڑپ کر جبران نے اسے بازو سے تھام کر اپنی جانب کھینچا تو وہ پورے وجود کے ساتھ آکر اس پر گری تھی۔

اس کے اٹھنے کی کوشش کرنے سے قبل ہی جبران نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر کوشش ناکام کی تھی۔

"کیا چاہتی ہو تم، میں مر جاؤ۔۔؟"

وہ بیچارگی کی عملی تصویر بنا ہوا تھا۔

"تمہارے مرنے سے اگر صدف واپس آسکتی، تو باخدا میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لیتی۔۔"

وہ سفاکانہ انداز میں بولی تھی۔ جبران کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ ٹھہری۔

"صدف کے مرنے سے یہ حقیقت تھوڑی بدل سکتی ہے کہ ان کی اذیتوں کا ذمہ دار میں گنہگار تھا، ایک ہی مرتبہ میں جان لے لو، حساب برابر۔۔۔"

وہ خود پر تمسخرانہ ہنسا تھا۔

"میں انس پر ظلم نہیں کر سکتی، ماں کھو چکا ہے باپ کھونا افورڈ نہیں کر سکتا ہے وہ۔۔۔"

وہ واقعی ظلم کرنا جانتی تھی، جبران عباسی کے دل میں خنجر گرا تھا درد کے آثار خوبرو چہرے پر دیکھے جا سکتے تھے۔

"بہت ظالم ہو زرناب جاوید! بہت ظالم۔۔۔"

اس کی گردن میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے ہونٹوں کے برابر لاتے اس نے بے بسی سے سسکتے لب اس کی ٹھوڑی پر پوری شدت سے رکھے تھے۔ زرناب جی جان لگا کر مچلی تھی لیکن اس کی قوی ہیکل گرفت سے رہائی آسان نہیں تھی۔

"تم۔۔ تم۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے ساتھ۔۔۔"

اپنی ٹھوڑی پر دونوں ہاتھ جماتی وہ غصہ و حجاب سے سرخ ٹماٹر ہوئی تھی۔ جبران دلکشی سے مسکرایا تھا۔

"کسی کو اذیت دینے کا بہترین طریقہ ہے، خود زخم دو خود مرہم رکھو، اس طرح مقابل دہری اذیت سے تڑپتا ہے۔۔۔"

وہ پیچھے ہٹ کر آرام سے بیٹھا تھا۔

چند ساعت پہلے کی بے بسی کی جگہ اب چہرے پر محظوظ کن مسکراہٹ تھی۔

اس سے ملتے ہی کھو گیا تھا دل میرا
آنکھ جادو تھی________بات ٹونا تھا۔

دل کے منہ زور جذبات سب سے پہلے عزتِ نفس کو نوالہ بناتے ہیں، آج ایک پل میں اس کی خطاؤں کو بھلا کر اپنے اندر اترے سکون کو دیکھ اسے احساس ہوا تھا۔

جبکہ وہ تاک تاک کر نشانہ لیکر بھی جل بھن رہی تھی۔

novel by j nikhat

وہ باس اور اپنی کمپنی کے مایاناز آرکٹکٹ کے ساتھ شہر کے مشہور ہوٹل، ہوٹل پیراڈائز آئی تھی، جہاں کے مالک ہوٹل کے خالی حصے اور پرانی بلڈنگ میں کچھ کنسٹرکشن کا کام کروانا چاہتے تھے۔

کسی خاص مہمان کا استقبال کرنے مینجر صاحب انھیں کھلے ہال والے حصے میں بٹھا کر ویٹر کو چائے کافی سرو کرنے کا آرڈر کر کے گئے تھے۔

وہ ٹیبل سے پانی کا بوتل اٹھانے جھکی تھی جب اس کی نگاہ داخلی دروازے سے داخل ہو رہے وجود پر پڑی تھی۔

پہلی نظر میں اسے یہ اپنی نگاہوں کا دھوکہ ہی لگا تھا۔

لیکن جب وہ وجود اندر داخل ہو گیا تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین آ ہی گیا تھا۔

وہ ہراساں سی لفٹ کی جانب بڑھ رہی لڑکی صنوبر تھی، صنوبر عباسی جو گھر میں بھی فلمی ہیروئن بن کر رہتی تھی اور یہاں قطعی رف سے حلیہ میں ہاتھ میں فون اٹھائے اندھادھند ایک جانب بڑھ رہی تھی۔

اٹھتے قدموں میں اضطراب اور اتنی دور سے بھی چہرے پر چھائے روہانسے تاثرات دیکھ کر زرناب یکدم سے اپنی جگہ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا زرناب۔۔؟"

باس نے پوچھا تھا۔

"باس! آپ لوگ کنٹنیو کیجیے، میں ابھی آتی ہوں۔۔۔"

وہ بوتل جگہ پر رکھ کر اپنا فون اٹھاتی عجلتاً لفٹ کی سمت بڑھی تھی، کوٹ کے جیب سے سیاہ ماسک نکال کر

چہرہ چھپاتی، آنکھوں پر گاگلز چڑھاتی ہوئی قریباً دوڑتی ہوئی وہ لفٹ میں داخل ہوئی تھی۔

لفٹ تھرڈ فلور جا کر رکتے ہی صنوبر تیزی سے باہر نکلی تھی، جبکہ زرناب نے تھوڑا ٹھہر کر قدم اٹھائے

تھے،کاریڈور بالکل سنسنان تھا وہ دبے قدموں فون کان

سے لگائے صنوبر کی تعاقب میں گئی تھی۔

وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور پھر دروازے

کے بیچ میں جھک کر کچھ پھنساتی ہوئی وہ اندر غائب

ہو گئی،زرناب نے اس چیز پر نظر ڈالی تو وہ ایک کارڈ تھا

غالباً اُس نے احتیاطاً وہ کارڈ اٹکایا تھا کہ دروازہ بند نہ

ہو۔

زرناب کا تجسس بڑھا تھا وہ کمرے میں داخل ہوئی تھی،

اور محتاط سی وہیں رک گئی،ادھر صنوبر داخل ہوتے ہی

اندر موجود شخص پر حملہ آور ہوئی تھی۔۔

"کیوں بلایا ہے مجھے؟ .

"شادی ہونے والی ہے ہماری دو ہفتوں میں،آف کورس! ان

آخری دنوں کو انجوائے کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ "

یہ مکروہ آواز وہ ہزاروں کی بھیڑ میں پہچان سکتی تھی۔

Click On The Link Above To Read More Novels / / 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"بکواس بند کرو۔۔۔ "

صنوبر چیخی تھی۔

"تم بکواس بند کرو، انسانوں والی زبان سمجھ نہیں آتی ہے کیا؟ لگتا ہے میں نے کچھ زیادہ ہی چھوٹ دے دی ہے۔۔ "

تبریز کے لہجے میں جہالت شامل ہوئی تھی۔

"مام لوگوں کے ساتھ شاپنگ کیوں نہیں جا رہی ہو؟ کیا ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہو؟ ایک بات بتا دوں میں تم چاہے کچھ بھی کر لو یہ شادی ہو کر ہی رہے گی، اس لیے پر کٹے پرندے کی طرح زیادہ چھٹ پٹا کر اپنے لئے بجائے مزید مشکلات پیدا کرنے کہ سیدھے سے اپنا رول نبھاؤ، لوگوں کو شک ہو رہا ہے ہمارے رشتے پر۔۔۔ "

وہ حکمیہ کسی قدر تحقیر آمیز انداز میں بولا تھا۔

"میں تو چاہتی ہوں لوگوں کو شک ہو بلکہ سچ معلوم ہو، تمہاری گھٹیا اصلیت آئے سب کے سامنے، معلوم ہو کس طرح تم نے اپنے مکروہ منصوبہ بندی کے

تحت مجھے پھنسایااور بلیک میل کر کے اس رشتے کو جوڑا ہے فقط میرے بھائی کی ساکھ استعمال کر کے اپنا کرئیر بنانے کیلیے۔۔۔۔"

صنوبر کے اندر کالاوا پھٹا تھا زرناب کی آنکھیں اس انکشاف پر حجم سے پھیلی تھی۔

"آہ "!

تبریز نے صنوبر کے بالوں کو گدی سے پکڑا تو اس کی دلخراش چیخ گونجی تھی۔

"ہاہاہا۔۔۔ تم سچ معلوم کراؤگی لوگوں کو میرا۔۔۔ جو تین سال سے میمنی کی طرح منمنانے کے کچھ نہیں کر پائی وہ شادی کے دو ہفتے پہلے انقلاب لائے گی واہ! بھئی! مان گیا تمہیں۔۔۔ "

تبریز نے گدی سے پکڑے ہی اس کا چہرہ اپنے گھناؤنے چہرے کے قریب کرتے ٹھٹھا لگایا تو زرناب نے سختی سے مٹھیاں بھینچی۔

"خیر! جاؤ بے بی، دیا میں نے تمہیں موقع جو کرنا ہے کرو۔۔"

ایک جھٹکے اس کے بال چھوڑ کر اس نے صنوبر کو بیڈ پر دھکا دیا تھا۔

"لیکن"!!

وہ شکاری چیتے کی طرح بیڈ پر جوتا جما کر صنوبر کے چہرے پر جھکا تھا۔

"سوچ سمجھ کر ہوشیاری کرنا، ورنہ میں تمہیں زندہ در گور کرنے سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔۔۔"

اس کے ہزاروں اژدھوں کا زہر لیے پھنکار پر صنوبر کی روح لرزی تھی۔

"تم جیسے حیوان سے شادی کرنے سے بہتر ہے میں زندہ در گور ہو جاؤ۔۔۔"

وہ حلق کے بل چیخی۔

تبریز نے چہرہ اٹھا کر شیطانی قہقہہ لگایا تھا۔

"میں مر جاؤ گی لیکن تم سے شادی نہیں کروں گی کان کھول سن لو تم، میں خود کشی کر لوں گی، مگر تم شادی سے نہیں کرو گی۔ کبھی نہیں، ہرگز نہیں۔۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو کھینچتی ہزیانی انداز میں چیخنے لگی تھی۔

"شوق سے۔۔اور تمہاری جواں سالہ خودکشی کی وجہ میں ہمارے ان حسین لمحات کی تصاویر انٹرنیٹ پر وائرل کر کے لوگوں کو دے دوں گا، صحیح ہے نا۔۔؟اتنا تو میں کر ہی سکتا ہوں اپنی ڈارلنگ فیانسی کیلیے۔۔۔"

مکاری سے کہتے تبریز نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اسے کھڑا کیا تھا۔

"تم۔۔۔تم۔۔۔"

تکلیف و مارے بے بسی کے وہ ماہی بن آب کی طرح تڑپنے لگی تو ہزار عناد دل میں رکھنے کے باوجود زرناب مزید خود پر جبر نہیں کر پائی تھی اور وہاں پڑا گلدان اٹھا کر اس کے پیٹھ پر دے مارا تھا۔

"آہ۔۔کون"***

گندی گالی دیتا ہوا وہ درد سے کراہ کر اس جانب مڑا۔

گرفت کمزور ہوتے ہی صنوبر خود کو چھڑاتی نجانے کس احساس سے جا کر زرناب کے پیچھے کھڑی ہوئی تھی۔

"ارے! آپ ہیں بھابی جاااان؟"

پیٹھ سہلاتا ہوا وہ زرناب پر نظر پڑتے ہی خباثت سے مسکرایا۔جواباً زرناب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ سیدھا اس کے چہرے پر یکے بعد دیگرے تھپڑ جڑ دیا تھا۔

"چٹاخ! چٹاخ"!

ادھر تھپڑ کی زناٹے دار آواز سے کمرے کی فضا گونجی تھی،اور ادھر ابلیس کا شاگرد تبریز لہرا کر بیڈ پر گرا تھا۔

"تم۔۔۔تم نے مجھے تھپڑ مارا۔۔۔۔۔؟"

وہ بے یقینی کے عالم میں اپنے سرخ چہرے پر دونوں ہاتھ جماتا ہوا کھڑا ہوا تھا۔

"اس میں اتنا شاکڈ ہونے والی کیا بات ہے؟اب تم جیسے گھٹیا آدمی کو تھپڑ مارنے سے پہلے پارلیمنٹ سے قانون تھوڑی پاس کرواؤ گی۔۔۔۔؟"

شانے سے نادیدہ گرد جھاڑتے اس نے دونوں ہاتھ کمر پر جمائے تھے۔۔

"اس۔۔اس وچ کو بچا رہی ہو تم؟جس نے اپنی جان بچانے کیلیے تمہاری خالہ کو مجھے پیش کرنے کی آفر کی تھی۔۔"

شرٹ جھاڑتا ہوا وہ چال باز مرد چال بدل کر کھڑا ہوا تو زرناب نے بجلی سی کڑکتی نگاہ ہراساں کھڑی صنوبر پر ڈالی۔

"جھوٹ۔۔ جھوٹ بول رہا ہے یہ بھابی۔۔میں خود اس کے جال سے نکلنے کی کوشش میں جی جان لگا رہی تھی پھر میں کیوں کسی کو پھنساؤ

گی،بلکہ۔۔اس۔۔اس حیوان نے بھابی کو کئی مرتبہ پریشان کرنے کی کوشش کی تھی،وہ تو بھابی فاروق منزل چلی گئی تو یہ اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب نہیں ہو سکا اور۔۔۔۔"

صنوبر کانپتی ہوئی ایک سانس میں بولی تھی زرناب کی قہربار نظر گھوم کر حواس باختہ کھڑے تبریز پر گئی جس پر وہ یکدم سے ہی صنوبر پر جھپٹا تھا۔

"تم۔ گھٹیا عورت تمہاری۔۔ ***۔۔۔"

گندی گالی بکتے ہوئے وہ صنوبر کو پکڑنے میں کامیاب ہوتا ہی کہ زرناب نے ایک قدم پیچھے لیکر اس کے گھٹنے پر کک ماری تھی وہ کراہتا ہوا ایک گھٹنے کے بل گرا تبھی تیزی سے دوسرے گھٹنے پر وار ہوا تھا ابھی اسی حملہ سے نہیں سنبھلا تھا کہ زرناب نے کندھے سے اس کے ہاتھ کو مروڑ کر پشت تک لاتے زمین سے لگا کر اس پر اپنے دونوں پیر جمائے تھے۔

جس پر تبریز کی دردناک چیخ سے پورا روم گونج اٹھا تھا صنوبر نے دونوں کانوں پر ہاتھ جما لیے تھے درد کی شدت سے تبریز کا چہرہ سرخ انگارا ہو گیا تھا بس زرناب تھی جو اپنے شوز سے اس کی انگلیاں کچلتی سیدھی کھڑی تھی۔

"تم۔۔ تم مجھے جانتی نہیں، ٹھیک نہیں کر رہی ہو تم۔۔۔"

تبریز کی آواز بامشکل ہی نکلی تھی۔

کندھوں سے ہاتھ اکھڑتے ہوئے معلوم ہو رہا تھے اس کی گردن بالکل پیچھے کو جھک گئی تھی۔

"تمہیں جانتی ہوں تبھی تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں کر رہی ہوں، اب بکواس کرو اپنے سارے کرتوت۔ ورنہ۔۔۔"

اس نے انگلیوں پر شوز کا دباؤ بڑھایا تھا۔

"آہ!!۔۔۔ کک۔۔ کرتا ہوں۔۔۔"

تبریز کا پورا بدن پسینہ سے شرابور ہو چکا تھا۔

"اب تم کیا تاریخ طے ہونے کا انتظار کر رہی ہو، ویڈیو بناؤ۔"

اس نے ہنوز بت بنی کھڑی صنوبر کو جھاڑ پلائی تو وہ منمناتی ہوئی سامنے آئی۔

"وہ۔ ویڈیو کیوں۔۔؟"

"تمہاری اصلی اداکاری دکھانی ہے عوام کو۔۔۔"

"نن۔۔ نہیں ویڈیو نہیں۔۔۔؟"

تبریز نے نفی میں سر ہلایا۔

Click On The Link Above To Read More Novels / ✆ / ✉ 0344 4499420
https://www.zubinovelszone.com/

"کیوں؟ تمہیں تو بڑا شوق ہے ویڈیو نکلوانے کا، اور ویسے بھی تم اس حالت میں ہو جو فیصلہ لے سکو، چپ چاپ سے بکو، ورنہ ویڈیو کی جگہ لائیو اسٹریم ہو گا۔۔۔"

زرناب نے بے رحمی سے ایک مرتبہ پھر اس کی انگلیوں پر جو تار گرا تو وہ فر فر رٹو طوطے کی طرح سب بکتا چلا گیا تھا۔

"تم۔۔ تم بالکل ٹھیک نہیں کر رہی ہو۔ برباد ہو جاؤ گے تم لوگ۔ برباد ہو جائے گا جبران عباسی کا سارا اسٹارڈم۔۔۔"

ویڈیو ریکارڈنگ کے بعد زرناب نے جب اپنے گلے سے ٹائی نکال کر اسی طرح پشت پر اس کے ہاتھ باندھے تو وہ بلبلاتا ہوا بونگی دھمکیاں دینے لگا تھا۔

"میں تو آئی ہی ہوں عباسی خاندان کو برباد کرنے، ساتھ اگر تمہارا خاندان بھی دیوالیہ ہو جائے تو میرا بھلا کیا نقصان ہو گا۔۔۔"

کس کر گانٹھ لگاتے وہ دونوں ہاتھ جھاڑ کر واش روم میں بند ہوئی، وہاں سے اپنا حلیہ درست کر کے بنا فرش پر کراہ رہے تبریز پر نظر ڈالے دروازے کی سمت

بڑھ گئی، صنوبر نے فوراً اس کی تقلید کی پیچھے چیختے چلاتے ہوئے تبریز کو انھوں نے قطعی نظر انداز کیا تھا۔

ⓝⓞⓥⓔⓛ ⓑⓨ ⓙ ⓝⓘⓚⓗⓐⓣ

جاری ہے۔۔

Zubi Novels Zone

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لیئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویب سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویب سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

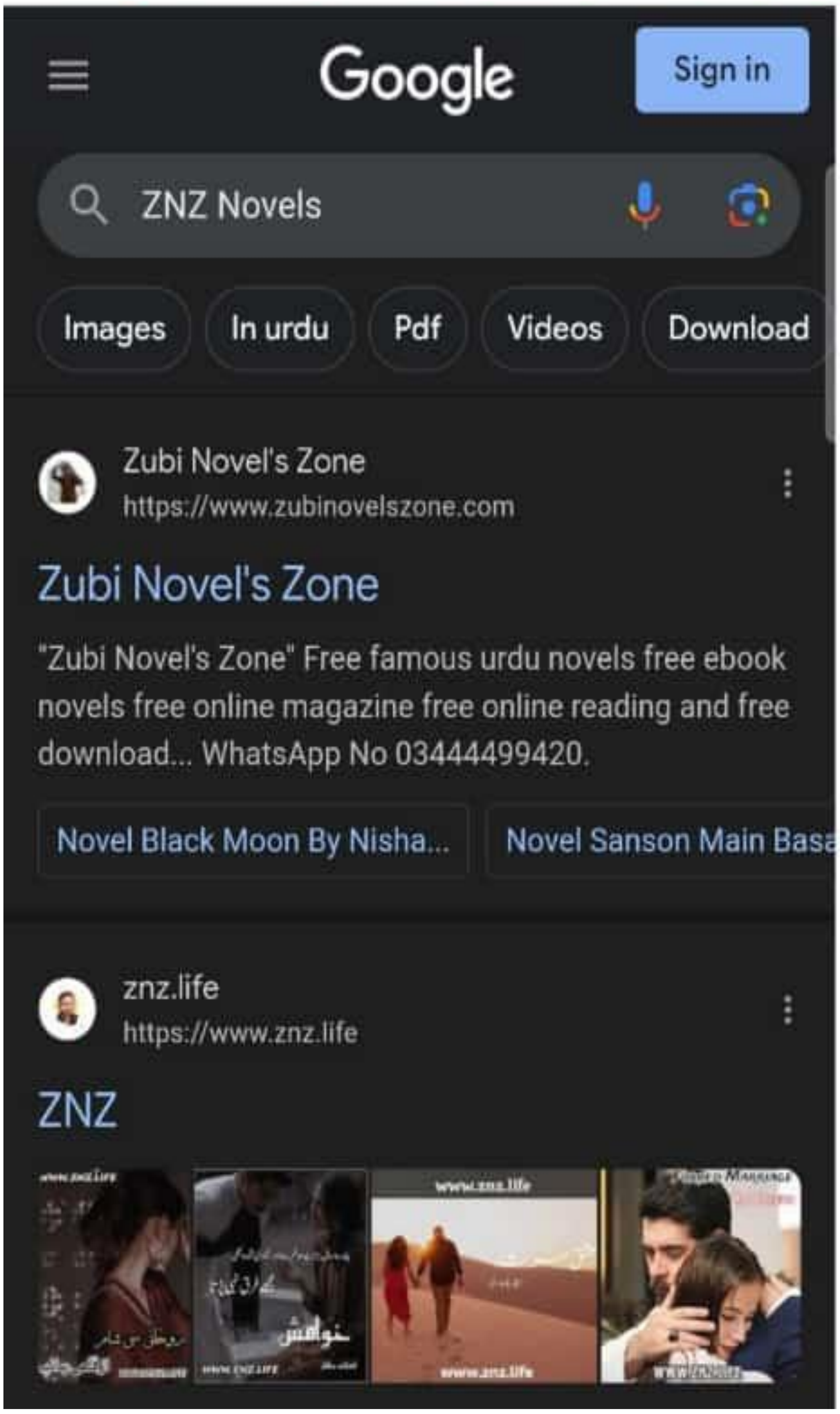

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویب سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
باآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مزید کے لیئے رابطہ کریں

0344 4499420

موجود کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.znzlibrary.com/

https://www.znz.today/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WHATSAPP CHANNEL LINK

Channel Join Now